1199
الزلال بجواب الزلزال
اصلاح جمادی الاول سنہ ۱۳۳۹
نمبر ۵ جلد ۲۲

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

نمبر ۶ اصلاح جلد ۲۳

الزلال لصاحب الزلزال

مشہور مناظرہ مرشد آباد منعقدہ یکم دسمبر کے متعلق مولوی عبد الشکور صاحب نے ایک رسالہ شایع کیا تھا جسکا نام شکست عظیم بر اعدائے قرآن کریم ملقب بہ الزلزال فی اول السؤال رکھا۔ ۲۰ صفحہ کا تو رسالہ ہے مگر اسقدر کذب و افترا سے کام لیا گیا ہے کہ پناہ بخدا اوسی رسالہ کا جواب دیا جاتا ہے اور چونکہ جناب ایڈیٹر نے بھی اپنے قاتل کو شربت پلایا تھا ہمنے بھی اسکا نام زلال رکھا تاکہ اپنی طرف سے کوئی بات تفریق کی نہو۔ اگرچہ ان سب مطالب کا جواب الشمس کی دس جلدون مین اور رجم السارق کی چار جلدون مین اور قول کریم و فرار اڈیٹر النجم۔ فتح المبین۔ فتح الرحمان۔ فتح القدیر مین بہت تفصیل سے دیا جا چکا ہے جسکے بعد پھر کسی دوسری تحریر کی ضرورت نہ تھی مگر چونکہ اس رسالہ پر اونکو بہت ناز ہے اور مومنین کا اصرار بھی لہذا دوبارہ قلم اوٹھایا گیا واللہ ولی التوفیق۔

مولفہ

سید اختر حسین

در مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن طبع گردید

۶

بیادگار والدہ مرحومہ

الزلال لصاحب الزلزال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اہل علم معلوم ہے کہ اسلام جو دنیا مین آیا تو اس اقرار کے ساتھ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ وان علیاً خلیفۃ رسول اللہ ووصی رسول اللہ ملاحظہ ہو رسالہ الوصی۔

رسول اللہؐ کی آنکھ بند ہوتے ہی قبل اسکے کہ آپ سپرد خاک ہون باخود ہا کی سازش سے حضرت ابوبکر خلیفہ بنائے گئے پھر عمر۔ پھر عثمان جنکی خلافتون کی نوعیت علیحدہ ہے حضرت عباس عم رسول اللہ خود ابوبکر وعمر سے دریافت کرتے ہین کیا تمکو رسول اللہؐ نے وصی یا خلیفہ کیا ہے۔ جواب ملتا ہے نہین خود خلیفہ اول کو لوگ خلیفہ رسول اللہ کہتے ہین وہ انکار کرتے ہین اور کہتے ہین انا الخالفہ

عمر صاحب کہتے ہین بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ کہ ابوبکر کی خلافت فلتہ ہوئی بغیر سمجھے ہوئے۔ عثمان صاحب کہتے ہین ہما ظلمانا انفسہما جناب امیرؑ اور حضرت عباس متفق اللفظ فرماتے ہین انہ کان کاذباً غادراً خائناً۔ اثماً۔

جناب امیرؑ کی خلافت جب مان لی گئی تو ایک طرف عائشہ۔ طلحہ۔ زبیر جنگ جمل کو نکلے دوسری طرف معاویہ نے مخالفت پر کمر باندھی یہانتک کہ حضرت شہید ہوئے اور جناب امام حسنؑ کی بیعت کی گئی اور پھر مجبور کرکے صلح کراکر اوس سال کا سنۃ والجماعۃ رکھا

جس سے فرقہ اہلسنت اب نمایان طور پر ظاہر ہونے لگا ورنہ اس نام کا کہین وجود نہ تھا عام لقب اسلام سے سب ملقب تھے۔

چونکہ سلطنت انھین کے ہاتھ مین تھی اور قول رسول صادق ہے الناس علی دین ملوکھم لہذا مذہب اہلسنت نے رواج پایا اور شیعہ کمزور و مضمحل ہوئے اہلسنت نے صرف اس غرض سے کہ اپنا نام اسلامی دکھائین اور یہ بتائین کہ یہی اسلام ہے شیعون پر یہ افترا کیا کہ اسکا موجد عبد اللہ بن سبا یہودی ہے۔

اگرچہ حق ہے اسقدر تحقیقات اسکی کی گئی اور جواب دیا گیا کہ اوسکا زور و شور کم ہوا۔ تو اب یہ بات نکالی کہ چونکہ شیعہ عموماً اہلسنت سے مناظرون مین سوال کرتے تھے کہ تم خلفائے ثلثہ کا ایمان ثابت کرو جو محال ہے کیونکہ آیہ وعد اللہ الذین اٰمنوا سے خلافت ثلثہ کی ثابت کیجاتی تھی لہذا اہلسنت نے مختلف پیرایون مین یہ سوال کیا کہ تم جناب امیرؑ کا ایمان ثابت کرو پہلے خوارج کے اصول پر اگر یہ بھی نہو سکے تو شیعہ کے اصول پر۔

جب اسکا بھی جواب بہت سے رسائل مین دیا گیا جسمین تشفی اہلسنت والخوارج اور اخسا بہت مشہور ہین تو محض تسکین عوام کیلئے یہ ایجاد کیا کہ شیعہ تحریف کے قائل ہین لہذا اون کا ایمان نہین ہوسکتا۔ جسکے جواب مین الشمس کی دس جلدین اور حد السارق کی چار جلدین اور قول کریم شایع ہوا۔ جنکا جواب آجتک نہ کسی سنی سے ہو سکا نہ خوارج سے۔

چونکہ اس سوال کے موجد مولوی عبد الشکور صاحب ہین جو ایک زمانہ مین شیعہ و سنی مین بمقام لکھنؤ بڑی خونریزی کرا چکے ہین اسلئے وہ اپنے سوال کو ہر جگہ لئے پھرتے ہین اور زبان سے کہتے پھرتے ہین اسکا جواب محال ہے۔

اس مسئلہ سے آریون نے پورا نفع اوٹھایا اور مسافر آگرہ مین مدتون اسکی بحث رہی جسکے جواب مین مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث نے مسلمان اخبار بھی نکالا مگر جواب نہ بن پڑا الشمس کے حوالہ کر کے ساکت ہو گئے چنانچہ الشمس نے تقدیس القرآن تین جلدون مین اسکا جواب دیا جسکے تہذیب و متانت کو مسافر آگرہ نے بھی مانا حالانکہ وہ کسی کی تہذیب کو

نہین مانتے پنڈت بھوجدت صاحب اڈیٹر مسافر آگرہ نے خود مولوی عبد الشکور صاحب کو چند مرتبہ چیلنج دیا کہ آؤ تحریف قرآن پر بحث کرو مگر مولوی صاحب ایسا دم بخود رہے کہ کبھی مقابلہ کو نہ نکلے

غرض جو خیال اونھون نے پہلے قائم کیا تھا کہ شیعون سے مناظرہ اسی بحث پر ہو سکتا ہے اوسپر آجتک قائم ہین کیونکہ عمر صاحب نے رسول اللہ کے انتظام کو جو برہم کیا تھا وہ اسی کلمہ حسبنا کتاب اللہ سے اور رسول اللہ کے حکم تمسک بالثقلین کو اسی جملہ سے برہم کیا تھا جسپر ان الرجل لیہجر کا بھی اضافہ کیا تھا یہی وجہ ہے کہ وہ خود رسالہ الزلزال مین سے لکھتے ہین۔

"ہمارے سوالات وہی ہین جو سالہا سال سے تقریراً تحریراً تمام ہندوستان مین باخبر شیعون کے سینون اور سفینون مین موجود ہین بعض بعض سوالات کو چھپے ہوئے تقریباً بیس سال ہو چکے اور بعض کو کچھ کم ان سوالات پر غور و خوض کرنے کا تمام علما و مجتہدین شیعہ کو ضرورت سے زیادہ موقع ملچکا ہے لہذا اب جو جواب ان کا دیا جایگا وہ کسی فوری یا شخصی فکر کا نتیجہ نہ ہوگا بلکہ ایک دیرینہ اور متفقہ غور و خوض کا ایسا مضبوط نتیجہ ہوگا جسمین کسی شیعہ کو کسی وقت مین چون و چرا کی گنجایش نہین ہو سکتی ص۱۸"

افسوس جس وقت آپنے یہ تقریر کی تھی کسی نے یہ نہ پوچھا کہ جب اسکا جواب الشمس مین ہو چکا ہے تو پھر اس سوال کا کیا حق ہے اگر کہتے کہ النجم مین اوسکا جواب ہو چکا ہے تو وہ دکھا دیجئے کیا ہے کیونکہ الشمس کے حملون سے تو النجم نے ایسا منہ چھپایا کہ پھر اوسکا وجود ہی دنیا مین نہ رہا کسیقدر آپنے اپنی قوم کا لیا جسکی شکایت اہلحدیث مین بھی چھپ چکی ہے مگر آپنے النجم نکالا د نکالا۔

ہان ہم جانتے ہین یہی سوالات آپنے بیوان مین سوچے تھے مگر بحکم مجسٹریٹ وہ مناظرہ نہو سکا تاہم فرار ایڈیٹر النجم۔ فتح المبین۔ فتح الرحمان اسکے متعلق شایع ہو چکا ہے۔

پھر آپ بمبئی پہونچے اور وہان بھی اسی قسم کا مناظرہ کیا جسکا فیصلہ بھی ایک سنی رئیس نے آپکے خلاف لکھا اور اوسپر تبصرہ فتح القدیر مین ہو چکا۔ اوسکے بعد آپ چکوال پہونچے جہان مولوی محمد سجاد صاحب نے آپکی ایسی خبر لی کہ ہمیشہ کیلئے زرد روئی نصیب ہوئی جسکے

متعلق میزان المقال شایع ہوچکا۔

اب سنیان امروھہ کے اغوا پر آپ امروہہ پہونچے اور وہان یہی سوال پیش کیا جسکا جواب ایسا ملاکہ شاید قیامت تک آپکو یاد رہے۔ مگر واہ رے چالاکی کہ قبل اسکے کہ رویداد مناظرہ و دستخطی فریقین شایع ہو آپ ادھر سے بھاگتے ہوئے لکھنؤ آئے اور الزلزال شایع کیا۔

مولوی صاحب نے براہ مہربانی یہی بتادیا کہ حضرات شیعہ پر اس سوال کے وارد ہونیکی چند مخصوص وجوہ ہین جو سوا انکے آجتک کسی کے کلمہ گوئی اسلام مین نہ پائی گئین اور نہ پائی جاسکتی ہین صـ۶ـ

جس سے اوس حدیث مشہور کی تصدیق ہوتی ہے جو فریقین مین اتفاقی ہے ستفترق امتی علی ثلثة وسبعین فرقة کلھا فی النار الا واحدہ کہ ہماری امت کے تہتر فرقہ ہونگے جو سب جہنمی ہونگے الا ایک فرقہ کہ وہ ناجی ہوگا۔

کیونکہ اس سوال کا صرف شیعون پر وارد ہونا اور کسی فرقہ پر نہ وارد ہونا صاف بتارہا ہے کہ شیعون کے سوا جتنے فرقے ہین وہ سب صحابہ پرست ہین لہذا مولوی صاحب کے حملہ سے وہ محفوظ ہین۔ اور شیعہ چونکہ خلفاے ثلثہ کو اور اونکے ساتھیون کو یقینی منافق جانتے ہین لہذا انکے نزدیک وہ ہر طرح گردن زدنی ہین۔

حالانکہ مولوی عبیداللہ صاحب امرتسری جو اس زمانہ کے مشہور علما سے ہین اپنی کتاب ارجح المطالب مین لکھتے ہین عن زاذان عن علی قال ستفترق ھذہ الامة علی ثلثة وسبعین فرقة اثنتان سبعون فی النار وواحدة فی الجنة وھم الذین قال اللہ تعالیٰ وممن خلقنا امة یھدون بالحق وبہ یعدلون وھم انا وشیعتی اخرجہ ابن مردویہ صـ۹۴ـ

زاذان جناب امیر سے نقل کرتے ہین کہ آپ فرماتے تھے کہ یہ امت عنقریب تہتر فرقون مین منقسم ہوگی بہتر دوزخ مین جائینگے اور ایک جنت مین جائیگا اور وہ وہی لوگ ہین جنکے حق مین خدا تعالیٰ نے فرمایا اور ہماری خلقت سے ایک گروہ ہے جو حق کے ساتھ ہدایت پاتا ہے اور اوسی کی طرف پھرتا ہے پھر جناب امیر نے فرمایا وہ مین ہون اور ہمارے شیعہ۔

قرآن وحدیث تو یہ بتا رہا ہے کہ فرقہ ناجی صرف شیعہ ہے اور مولوی عبد الشکور صاحب جو اس زمانہ کے نئے مناظر ہیں وہ کہتے ہیں شیعوں کا ایمان ہی قرآن پر ناممکن ہے۔ اسکا کیا علاج ہے

اب ہم اصل سوال پر آتے ہیں کہ دیکھیں کہاں تک وہ وزن رکھتا ہے کیونکہ دیباچہ تو ایسا لکھا ہے جو حزم حب **یہودی** سے بھی زیادہ تیز ہے

قولہ **سوال اول** میرا یہ ہے کہ آیا حضرات شیعہ کا ایمان قرآن کریم پر ہے یا ہو سکتا ہے

جواب پہلے یہ آپ فرمائیے کہ آپکا مناظرہ **مسلمان** سے ہے یا کافر سے ۔ اگر کافر سے ہے تو کیا ایسا سوال کسی کافر سے کر سکتے ہیں اور اگر مسلمان سے ہے جسکا اقرار خود آپنے کیا (کسی کلمہ گو سے ایمان بالقرآن کی دلیل طلب کیجائے) تو کیا قرآن اسکی ہدایت کرتا ہے کہ کسی مسلمان سے یہ سوال کرو حالانکہ قرآن میں اسکی ممانعت ہے ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام ۔

آپنے تین تنقیحیں قائم کی ہیں مگر افسوس آپنے سوال کی تشریح نہیں کی کیونکہ تعریف مقدم ہے اور اوسی سے آپکا جواب بھی حاصل ہوگا پہلے شیعہ کی تعریف دوسرے قرآن کریم کی تعریف تیسرے ایمان کی اگر انسب کی تعریف کر دیجئے تو معلوم ہو قرآن مجید پر ایمان لانا شیعوں سے مخصوص ہے اور اونکے سوا کوئی مؤمن بالقرآن نہیں ہو سکتا ۔ غالباً بتقلید مولوی ثناء اللہ امرتسری و القرآن کتب لغت پر آپکا ایمان ہوگا لہذا قاموس دیکھئے شیعہ کسکو کہتے ہیں جس سے سب عقدہ حل ہو کیونکہ قاموس میں ہے شیعۃ الرجل اتباعہ وانصارہ وقد غلب ھذا الاسم علی کل من یتولی علیاً واھلبیتہ حتی صار اسماً خاصاً ص ۳۷

یعنی شیعہ کسی کا وہی ہے جو کسی کا تابع اور مددگار ہو اور یہ نام غالباً اوسپر کہا جاتا ہے جو جناب امیرؑ اور آپکے اہلبیت کا تابع ہو یہانتک کہ اونکا خاص نام ہوگیا ۔

اور ملل ونحل شہرستانی میں ہے الشیعۃ ھم الذین شایعوا علیاً علیہ السلام علی الخصوص وقالوا بامامتہ وخلافتہ نصاً ووصایۃ اما جلیاً او خفیاً واعتقدوا ان الامامۃ لا یخرج من اولادہ ویجمعھم القول بوجوب التعیین والتنصیص وثبوت عصمۃ الائمۃ وجوباً عن الکبائر والصغائر والقول بالتولی والتبری قولاً وعقداً الا فی حال التقیۃ ص ۱۹۵ برحاشیہ الفصل ۔

یعنی شیعہ وہ ہین جو پیرو جناب امیرؑ ہین اور قائل ہین حضرت کی امامت و خلافت کے
از راہ نص خواہ جلی ہو یا خفی اور اسکے معتقد ہین کہ امامت اونکی اولاد سے نہین خارج ہو سکتی
اور قول جامع اونکا یہ ہے کہ وجوب تعیین اور نص کے قائل ہین اور عصمت ائمہؑ کو صغائر
و کبائر سے ضروری جانتے ہین اور قائل ہین تولا و تبرا کے قولاً و عقداً اگر حالت تقیہ مین
اب جبکہ تعریف شیعہ معلوم ہو چکی کہ وہ پیرو جناب امیرؑ ہین اور اونکو معصوم جانتے ہین اسکا
مطلق ذکر نہین کہ وہ معتقد تحریف ہین - تو اب بتائیے کہ جناب امیر مومن بالقرآن تھے یا نہین
اگر فرمائیے کہ وہ مومن بالقرآن تھے تو کیا ممکن ہے کہ اونکے پیرو مومن بالقرآن نہوں اگر ممکن
ہے تو پھر تعریف غلط ہوتی ہے

اور اگر کہیے کہ جناب امیرؑ مومن بالقرآن نہ تھے کیونکہ وہ شیخین کو کاذب غادر خائن آثم جانتے
تھے اور آپکے نزدیک صحابہ کا کاذب جاننے والا مومن بالقرآن نہین ہو سکتا تو پھر
کسی مسلمان کو اوس ایمان سے کیا فائدہ جس سے جناب امیرؑ کے ایمان بالقرآن سے انکار
لازم آئے -

آپ کہیے گا جناب امیرؑ کا شیخین کو کاذب - غادر خائن - آثم جاننا کہان ثابت ہی تو صحیح مسلم
ملاحظہ ہو صفحہ ۱۵ جلد ۲ سراج الوہاج ۔

ھذا ایمانی کاذباً اثماً غادراً خائناً خطاب ہے جناب امیرؑ اور حضرت عباس عم رسول اللہؐ
سے کہ تم دونون نے ہمکو اور ابوبکر کو کاذب غادر آثم خائن جانا باوصفیکہ جناب امیرؑ و عباس
شیخین کو کاذب غادر خائن آثم جانتے تھے اسپر بھی آپ حضرت کو مومن بالقرآن مان رہے
ہین تو پھر شیعون کے ایمان بالقرآن مین آپکو کیون شبہہ ہو رہا ہے کہ شیخین اور اون کے
اتباع کو کاذب خائن آثم جان کر ہم قرآن پر ایمان رکھتے ہین .

افسوس بخیال اختصار ہم پوری حدیث کو نہ لکھ سکے جو قصہ فدک مین ہے اور تمام
کتب اہلسنت مین موجود ہے بخاری نے کاذباً غادراً کے عوض کذا و کذا لکھا مگر اصل حدیث
متفق علیہ ہے چنانچہ مولوی صدیق حسن خان لکھتے ہین وھو حدیث اخرجہ الشیخان
وابوداؤد والترمذی والنسائی وفی روایاتہم اختلاف فی الفاظہا -

یعنی اس حدیث کو بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی سب نے روایت کیا ہے اگرچہ
الفاظ مین اختلاف ہے۔

تو جب جناب باوصف اعتقاد کذب وغدر وخیانت شیخین مومن بالقرآن ہین تو اب
اونکے شیعہ کو کیونکر ایمان بالقرآن سے علیحدہ کر سکتے ہین۔

دیکھئے جناب امیرؑ کا قدم درمیان مین ہے ایسا نہو کہ بہک جائے کیونکہ گو عداوت حضرت
کی آپکے دل مین بھری ہوئی ہے مگر زبان سے نہین کہہ سکتے کیونکہ حضرت کی شان ایسی
ارفع و اعلی ہے کہ انکار صحت مسلم آسان ہے بہ نسبت اسکے کہ حضرت کے نسبت کچھ کہا جائے
چنانچہ اوسی شرح مسلم مین ہے واذا انسدت طرق تاویلہا نسبنا الکذب الی
رواتہا قال وقد حمل ہذا المعنی بعض الناس علی ان ازال ہذا اللفظ
من نسختہ تورعاً عن اثبات مثل ہذا ص۱۴۹ سراج الوہاج جلد۲
یعنی جب کسی طرح تاویل نہ بن سکیگی تو ہم کہدینگے راوی جھوٹے ہین اسیوجہ سے بعض علمانے
اس لفظ کو اپنی روایت مین لکھا ہی نہین تو پھر آپکی کیا مجال ہے جو کچھ دم مار سکین۔

اور اگر کہئے کہ جناب امیرؑ کا ایمان اوس قرآن پر تھا جو حضرت نے خود جمع کیا تھا تو پہلے آپکو
اسکا اقرار کرنا ہوگا کہ کوئی قرآن جمع کردہ جناب امیرؑ موجود تھا جو واقعی تھا تو پھر اسکو بتانا ہوگا
کہ وہ قرآن کیون نہ لیا گیا جو اس دریوزہ گری سے جمع کیا گیا کہ عمرؓ اور زیدؓ بن ثابت در مسجد
پر بیٹھے ہوئے آیندو روند سے پوچھ پوچھکر ایک ایک آیہ لکھ رہے ہین۔

پھر آپ[illegible]ثابت کرنا ہوگا کہ جو قرآن جمع کردہ جناب امیرؑ تھا اوسپر اجماع بھی ہوا تھا کیونکہ بلا اجماع
تو آپ قرآن کو نہین مانتے۔

اور اگر آپکا اسلام زیادہ جوش زن ہو اور اسوجہ سے کہ جناب امیرؑ شیخین کو کاذب جانتے
تھے اسکا اقرار کیجئے کہ حضرت مومن بالقرآن نہ تھے جو آپکی ایجاد کا لازم ہے اور دنیا مین
بھی زبان کو کوئی روک نہین سکتا تو پھر صحاح ستہ وغیرہ کو جلا دیجئے جسمین حدیث انی
تارک فیکم الثقلین ہے یا القرآن مع علی وعلی مع القرآن ہے کیونکہ ان احادیث
کے ہوتے ہوئے تو آپ جناب امیرؑ کے متعلق انکار نہین کر سکتے نہ شیعیان پاک کے ایمان

بالقرآن سے منکر ہو سکتے ہیں اور اگر ان احادیث کا جھٹلانا آپکے امکان سے باہر ہو تو حضرت عمر کے قائل حسبنا کتاب اللہ سے ان الرجل لیہجر کہا تھا اوسی طرح فرمایئے کہ یہ حدیثیں رسول اللہ کی غلط ہیں یا معاذاللہ حضرت نے جھوٹھ کہا تھا۔

تعریف اہلسنت چونکہ تعریف مذہب شیعہ حسب تصریحات اہلسنت معلوم ہو چکی لہذا تعریف مذہب اہلسنت والجماعۃ بھی معلوم کرنا چاہیئے جس سے معلوم ہو کہ اقرار تحریف قرآن وغیرہ کو مذہب میں کوئی دخل نہیں شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے۔

سئل ابو حنیفہ عن مذهب اهل السنة والجماعة فقال ان تفضل الشیخین وتحب الختنین ای عثمان وعلیاً وتری المسح علی الخفین وتصلی خلف کل بر وفاجر صفحہ ۹

کہ یعنی ابو حنیفہ سے مذہب والجماعۃ کو پوچھا تو کہا شیخین کو فضیلت دیں اور ختنین سے محبت کریں یعنی جناب امیر کے اور مسح علی الخفین کو جائز جانیں اور ہر بر و فاجر کے پیچھے نماز پڑھیں تو اب اہلسنت عموماً اور اڈیٹر النجم خصوصاً غور کریں کہ اس مذہب کا کون موجد ہے کہ یہ قرآن جو ہمارے ہاتھ میں ہے بلا تحریف و تغیر و تبدل ہے۔ کیونکہ قرآن کے متعلق کسی قسم کے اعتقاد کو تو امام صاحب نے جزو مذہب اہلسنت نہیں قرار دیا یہانتک کہ مسح علی الخفین کے برابر بھی اسکا وزن نہیں رکھا تو بجز اسکے کیا کہا جا سکتا ہے کہ مولوی عبدالشکور صاحب مثل مرزا قادیانی کسی نئے دین و مذہب کے موجد ہو رہے ہیں جو موجودہ مذہب اہلسنت والجماعۃ کے خلاف ہے۔

تعریف قرآن اب دوسرا جزو آپکے سوال کا قرآن ہے کہ اوسکا نام لیا ہے تو اب فرمایئے قرآن کی کیا تعریف ہے کیونکہ آجتک تو تعریف قرآن نہیں معلوم ہوئی مستصفی امام غزالی میں ہے۔

وحد الکتاب ما نقل الینا بین دفتی المصحف علی الاحرف السبعة المشهورة نقلاً متواتراً صفحہ

یعنی قرآن کی تعریف یہ ہے کہ جو کچھ دونوں دفتیوں میں نقل کیا گیا ہے سات حرفوں پر جو مشہور ہیں

بذریعہ نقل متواتر۔

اب فرمایئے دنیا مین کونسا قرآن ایسا ہے جسمین ساتون قراتین جمع ہون اور وہ متواتر بھی لہذا اہلسنت کا ہاتھ قرآن سے خالی ہوا۔

کیا غضب ہے کہ تعریف کرتے ہین قرآن کی اور بنا اوسکی رکھتے ہین حدیث پر کیونکہ قراۃ سبعہ کو جو داخل تعریف کیا ہے اوسکی بنا حدیث انزل القراٰن علی سبعۃ احرف پر ہے کہ سات قرارت پر نازل ہوا جو یقیناً غلط ہے جیسا کہ حد السارق مین اسکی تفصیل درج ہے

مگر بفرض محال اگر سات قراۃ تو نپر قرآن نازل بھی تو اوسکو تو عثمان صاحب نے جلادیا چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہے کہ صحابہ نے جو فرد قرارداد جرم عثمان مرتب کیا تھا اوسمین یہ بھی تھا کہ قالوا انا ننقم علیک انک جعلت الحروف حرفاً واحداً صہ۲۴۱ مقصد دوم۔

کہ ہملوگ تسے اسوجہ سے ناراض ہین کہ قرآن سات حرفونپر نازل ہوا تھا تمنے اوسکو ایک حرف کردیا۔

پھر بتایئے کہ سات قرارت پر قرآن کیونکر متواتر ہو سکتا ہے جبکہ عثمان صاحب نے کل حرفونکو مٹا کر صرف ایک حرف کردیا اور اگر سات حرفون سے سات قرارت مراد لی جائے جو بالکل غلط ہے چنانچہ علامہ سیوطی خود لکھتے ہین قال ابو شامۃ ظن قوم ان القراءات السبع الموجودۃ الآن ھی التی اریدت فی الحدیث وھو خلاف اجماع اھل العلم قاطبۃ وانما یظن ذلک بعض اھل الجھل + وقال مکی من ظن ان قراءۃ ھولاء القراء کنافع وعاصم ھی الاحرف السبعۃ التی فی الحدیث فقد غلط غلطاً عظیماً صہ۸ اتقان

کہ سات قراتون سے جنلوگون نے ان قاریون کی قرارت کا ارادہ کیا ہے وہ اجماع تمامی اہل علم کے خلاف ہے یہ گمان جاہلون کا ہے مکی کہتے ہین کہ جن لوگون نے ان قاریون کی قرارت کو مراد لیا ہے احرف سبعہ مین جو حدیث مین مذکور ہے تو اونسنے بڑی غلطی کی۔

تو اب بتایئے امام غزالی کی تعریف پر قرآن کہان موجود ہے کیونکہ وہ سات حرف پر نازل ہوا تھا جسکو عثمان نے مٹا کر ایک حرف کردیا اور اگر بفرض محال فرض کیا جائے کہ یہی قرارت سبعہ

مراد ہے تو تواتر کہاں رہا کیونکہ خود علامہ سیوطی لکھتے ہین - کان الناس علی راس المائتین بالبصرۃ علی قراءۃ عمرو ویعقوب وبالکوفۃ علی قراءۃ حمزۃ وعاصم وبالشام علی قراءۃ ابن عامر وبمکۃ علی قراءۃ ابن کثیر وبالمدینۃ علی قراءۃ نافع واستمروا علی ذلک فلما کان راس الثلاثمائۃ اثبت ابن مجاہد اسم الکسائی وحذف یعقوب ص۸۳

کہ سب لوگ دوسری صدی تک بصرہ مین قراۃ عمرو ویعقوب پر پڑھتے تھے - اور کوفہ مین قراۃ حمزہ وعاصم پر اور شام مین قراۃ ابن عامر اور مکہ مین قراۃ ابن کثیر اور مدینہ مین قراۃ نافع پر تیسری صدی مین ابن مجاہد نے کسائی کا نام بڑھایا اور یعقوب کا نام نکال دیا - اب فرمایئے قرآن متواتر کہاں رہا جو دوسری صدی مین یہ اختلاف تھا کہ بصرہ والے دوسری طرح پڑھتے اور کوفہ والے دوسری طرح - مکہ والے دوسری طرح مدینہ والے دوسری طرح اور تیسری صدی مین کسائی کا نام بڑھایا گیا اور یعقوب نکالدیا گیا پھر فرمایئے جو شرط تواتر قرآن مین بڑھائی گئی ہے وہ کہان پائی گئی - کیونکہ ہر شخص کی قرات دوسری طرح تھی تو کیا اسکے بعد بھی اہلسنت اسکے مدعی ہو سکتے ہین کہ ہم قرآن کو جانتے ہین یا قرآن پر ہمارا ایمان ہے جبکہ کوئی قرآن ہی ایسا نہین ہے جسپر یہ تعریف صادق آسکے -

لہذا دوسری تعریف کی گئی شرح مسلم الثبوت مین ہے صفحہ ۲ جلد ۲

عرف القران بالمنزل للاعجاز بسورۃ منہ ورد بانہ لیس تحدیدا ولا یفید تمیزاً - یعنی قرآن وہ ہے جو بغرض اعجاز نازل ہوا ایک سورہ سے - اس تعریف کی یون رد کی گئی ہے کہ یہ تعریف نہ حد ہے نہ تمیز پھر یہ تعریف کیسے ہوئی -

والمشہور ما نقل بین دفتی المصحف تواترا وفیہ دور ظاہر مشہور تعریف یہ ہے کہ قرآن وہ ہے جو مصحف کے دونون دفتیون مین نقل کیا گیا بطور تواتر مگر اسمین دور لازم آتا ہے والحق انہ لیس بحد ید - یعنی حق یہ ہے کہ یہ تعریف حد نہین ہے - پھر بتایئے آپ قرآن کو کیونکر مان سکتے ہین اور کب اوسکی معرفت حاصل ہو سکتی ہو کیونکہ سب تعریفونکو تو خود ہی باطل کر رہے ہین آخر مین جو تعریف کی تو کہدیا اسمین دور لازم آتا ہے

دوسری تعریف

اور دور محال ہے لہذا تعریف قرآن بھی محال ہوئی ۔

اس دوسری تعریف مین یہ لکھا گیا تھا کہ قرآن بغرض اعجاز نازل ہوا کہ رسول اللہ کا معجزہ ہو اسکو امام غزالی یون باطل کرتے ہین فان قیل ھل عد دتموہ بالمعجز قلنا لا لان کونہ معجزا یدل علی صدق الرسول صلعم لا علی کونہ کتاب اللہ تعالیٰ لا محالہ اذ یتصور الاعجاز بما لیس بکتاب اللہ ولان بعض الآیۃ لیس بمعجز وھو من الکتاب صلنا مستصفی جلد اول ۔

اگر یہ اعتراض کرو کہ تم نے معجزہ ہونے کو کیون نہ داخل تعریف قرآن کیا تو اوسکا یہ جواب ہے کہ معجزہ ہونے سے اوس کا کتاب اللہ ہونا نہین ثابت ہوتا کیونکہ بہت سے معجزات ایسے ہین جو کتاب خدا نہین ہے اور اسلئے کہ بعض آیات قرآنی ایسی ہین جو معجزہ نہین ہین حالانکہ وہ کتاب اللہ سے ہے ۔ اب فرمایئے کتاب اللہ کی کیا تعریف ہو سکتی ہے جبکہ اس کا انکار کیا جاتا ہے کہ قرآن معجزہ نہین ہے بہت سی آیتین صفت اعجاز سے خارج ہین ۔

مولوی عبد العلی بحر العلوم نے شرح مسلم الثبوت مین اس صفت اعجاز پر بہت غل مچایا ہے مگر آخر مین کہدیا فلا یصح الترمیم ولا المحدید صک جلد ۲

یعنی اس صفت اعجاز کے شریک کرنے سے نہ قرآن کی رسم ادا ہو سکتی ہے نہ حد ۔ پھر فرمایئے اہل سنت کیونکر اسکے مدعی ہو سکتے ہین کہ ہم قرآن کو پہچانتے ہین جسکی وہ تعریف بھی نہ کر سکین ۔ اسلئے بحر العلوم نے اس بحث کو چھوڑکر دوسری شاخ پر قدم دھرا لکھتے ہین ۔ اعلمواان القرآن عندنا اسم لکل من النظم المعجز والمعنی المستفاد اما المعنی المستفاد فلیس بقرآن ۔

یعنی قرآن ہمارے نزدیک نام ہے نظم معجز کا مع معنی رہ گیا معنی تو وہ قرآن نہین ۔

اب لیجئے یہ بھی اتفاقی نہین ہے وامکانت کلمات بعض الاشعریۃ یشعر بظواھرھا ان القرآن حقیقۃ ھو المعنی حقیقۃ والنظم یطلق علیہ مجازاً ۔ یعنی علماے اشعریہ قائل ہین کہ اصل قرآن وہی معنی ہے اور عربی عبارت پر مجازاً قرآن کہا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہ قائل ہے یجوز القرآن بالفارسیۃ کہ قرآن کا فارسی مین پڑھنا جائز ہے

اور یہی صحیح ہے بلکہ امام **حسن بصری** کان یقرء القراٰن فی الصّلوٰۃ بالفارسیۃ صث شرح مسلم۔

یعنی امام حسن بصری خود قرآن کو نماز فارسی مین پڑھا کرتے حالانکہ نہ یہ حنفی تھے نہ شافعی بلکہ اعلیٰ درجہ کے تابعین سے ہین جنکا درجہ امام ابوحنیفہ و شافعی سے بڑھا ہوا ہے۔

اگر اس مناظرہ امروہہ مین آپ ان سب تعریفون کو ظاہر کر دیتے

اگر اس مناظرہ امروہہ مین آپ ان سب تعریفون کو ظاہر کر دیتے تو سبکو معلوم ہو جاتا کہ اہلسنت کے علما قرآن کو جانتے ہی ہین صرف طوطی مینا کی طرح رٹ لیتے ہین اور اوسپر یہ زعم ہے کہ شیعون کا ایمان بالقرآن ناممکن ہے خدا رحم کرے جہالت بھی عجب چیز ہے۔

اب تیسری کتاب نور الانوار شرح المنار ملاحظہ ہو جو سنہ ۱۲۰۵ مین تصنیف ہوئی اور اوسکے مصنف ملاجیون ہین اور مولوی عبد الحلیم صاحب نے اسپر حاشیہ لکھا ہے جو لکھنؤ مین نہایت عمدہ طور پر چھپی ہے اوسمین ہے ص۹ **فالقراٰن المنزل علی الرسول المکتوب فی المصاحف المنقول نقلاً متواتراً** یعنی قرآن وہ ہے جو رسول پر نازل ہوا اور مصاحف مین لکھا گیا اور بنقل متواتر منقول ہوا۔

اب اسپر جو اعتراض ہے وہ کسطرح بیان کیا جائے کہ مولوی عبد الحلیم صاحب حاشیہ مین کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت نے جس سال انتقال کیا اوس سال دو مرتبہ قرآن کو حضرت جبرئیل پر عرض کیا اور اوسمین بہت کچھ رد و بدل ہوا **فلو جعل هذا العرض عند نزولاً علیہ یصح ما قال الشارح کان ینزل علیہ دفعۃ واحدۃ فی کل سنۃ جملۃ والا فهو مواخذ بصحۃ النقل** ص۲

یعنی اگر یہ عرض کرنا نزول کہا جا سکتا ہے تب تو شارح کا یہ قول صحیح ہو سکتا ہے کہ حضرت پر ایک دفعہ نازل ہوتا تھا ورنہ شارح سے اسکا مواخذہ کرنا چاہیے کہ نقل صحیح سے ثابت کرو۔

مگر ہائے اسپر نہین خیال کیا جاتا کہ یہ متواتر کیونکر ہو گیا۔ کیونکہ رسول اللہ نے تنہا جبرئیل پر عرض کیا اور صرف **ابن مسعود** اس عرض مین شامل تھے۔ تو یہ قرآن جو بعد کو ثابت زید بن ثابت لکھا گیا وہ کیونکر متواتر ہوگا۔

ہان شیخ الہداد بخاری نے یہ نئی تجویز نکالی ہے ان من القران قد یکون منقولا بالاحاد ویثبت قرانیتہ بالاجماع۔ یعنی متن قرآن کبھی تو بذریعہ احاد منقول ہوتا ہے اور اوسکا قرآن ہونا اجماع سے ثابت ہوتا ہے۔

اب اہل فہم غور کرین کہ جس مذہب کے علما تعریف قرآن سے عاجز ہون اور کوئی تعریف اوسکی جامع ومانع نکر سکین وہ کس منہ سے شیعیان امیر المومنین سے یہ کہہ سکتے ہین کہ تمھارا ایمان بالقرآن نہین ثابت ہو سکتا حالانکہ یہ قرآن وہ ہے جو رسول اللہ پر نازل ہوا اور حضرت نے جناب امیر سے لکھوایا اور تمامی امت کو حکم دیا کہ قرآن واہلبیت کے ساتھ تمسک کرو اور اب یہ کہا جاتا ہے کہ شیعون کا ایمان بالقرآن ناممکن ہے۔

تواتر بڑی ضروری شرط ہے قرآن ہین مگر جو مذہب بالکل خلاف اصول ہو اوس کا کیا علاج ہے خود بسم اللہ نے اوسکو غلط کر دیا شرح منار ہین ہے وقیل قولہ بلاشبہۃ احتراز عن التسمیۃ لان فیہا شبہۃ ولذا لم یکفر جاحدھا ولم یجز الاکتفاء بہا فی الصلٰوۃ ولم یحرم تلاوتہا للجنب والحائض والنفساء صہ

یعنی بلاشبہہ اسلئے کہا گیا کہ بسم اللہ اس تعریف قرآن سے خارج ہو جائے کیونکہ اسمین شبہہ ہے لہذا اسکا منکر کافر نہین ہو سکتا نہ تنہا بسم اللہ نماز مین پڑھا جا سکتا ہے نہ اسکی تلاوت حائض وجنب ونفسا کو حرام ہے۔

پھر جس مذہب کا بسم اللہ ہی غلط ہو وہ مذہب کب صحیح ہو سکتا ہے کہ قرآن مین ہر سورہ پر لکھا جاتا ہے مگر اوسکے قرآن ہونے سے انکار ہے۔

اب غور فرمائیے کہ جب انکار بسم اللہ سے آدمی کافر نہین ہوتا حالانکہ مسلمات اہلسنت سے ہے کہ قرآن کے ایک حرف کا منکر بھی کافر ہے تو شیعونکے کفر کا کیونکر اقرار کیا جا سکتا ہے کہ جبکہ وہ بسم اللہ کو جزو ہر سورہ جانتے ہین اور ایک حرف کے بھی منکر نہین ہین۔

آپ بسم اللہ الرحمن الرحیم پر کیا روتے ہین جس سے ایک سو تیرہ آیہ ہاتھ سے جاتا ہے پورے سورہ الحمد اور معوذتین پر رو دیئے کہ وہ بھی اسی طرح غایب ہے اتقان علامہ سیوطی مین ہے صہ جلد اول

ومن المشكل على هذ الاصل ما ذكره الامام فخر الدين الرازى قال نقل فى بعض الكتب القديمة ان ابن مسعود كان ينكر كون سورة الفاتحة والمعوذتين من القران وهو فى غاية الصعوبة لانا ان قلنا ان النقل المتواتر كان حاصلا فى عصر الصحابة بكون ذلك من كون القران فانكاره يوجب الكفر وان قلنا لم يكن حاصلاً فى ذلك الزمان فيلزم ان القران ليس بمتواتر فى الاصل قال والاغلب على الظن ان نقل هذ المذهب عن ابن مسعود نقل باطل وبه تحصل الخلاص عن هذا العقد صہ

یعنی اس مسئلہ پر کہ بسم اللہ ہر سورہ کے ساتھ نازل ہوتا تھا جس سے تواتر معنوی حاصل ہے یہ اعتراض لازم آتا ہے کہ بعض کتب قدیمہ مین ہے کہ ابن مسعود اس سے انکار کرتے تھے کہ سورہ الحمد و معوذتین قرآن سے ہے۔ اسپر بہت سخت اعتراض یہ لازم آتا ہے کہ اگر عہد صحابہ مین قرآن پر تواتر حاصل تھا تو پھر اونکا انکار کفر ہے اور اگر کہین کہ اسوقت مین قرآن پر تواتر نہین حاصل تھا تو لازم آتا ہے کہ قرآن اصل مین متواتر نہو اور گمان غالب یہ ہے کہ ابن مسعود سے یہ نقل غلط ہو تو اس مشکل سے نجاۃ مل سکتی ہے ایسا ہی کہا ہے قاضی ابو بکر نے۔

اب تو اچھی طرح معلوم ہوا کہ جس طرح بسم اللہ کا منکر قرآن ہونے سے کافر نہین ہو سکتا کیونکہ شبہ اسمین پہلے سے پڑ چکا ہے اوسی طرح جو شخص سورہ الحمد یا معوذتین کے قرآن ہونے کا منکر ہو وہ بھی کافر نہین ہو سکتا کیونکہ شبہ پہلے سے پڑ چکا ہے۔

امام فخر رازی نے تو انکار کر کے جان بچائی اور قرآن کے تواتر کو تسلیم کر لیا مگر ابن حجر عسقلانی نے اونکی دھجی اوڑا دی اوسی اتقان مین ہے قال ابن حجر فی شرح البخارى وقد صح عن ابن مسعود انكار ذلك فاخرج احمد وابن حبان عنه انه كان لا يكتب المعوذتين فى مصحفه واخرج عبد الله بن احمد فى زيادات للمسند والطبرانى وابن مردويه من طريق الاعمش عن ابى اسحق عن عبد الرحمن بن يزيد النخعى قال كان عبد الله بن مسعود يحك المعوذتين من المصحف ويقول انهما ليستا من كتاب الله واخرج البزار والطبرانى من وجه اخر عنه انه كان يحك

المعوذتین من المصحف ویقول انما امر رسول اللہ ان یتعوذ بہما وکان عبد اللہ لا یقرء بہما اسانیدها صحیحة قال ابن البزار لم یتابع ابن مسعود علی ذلك احد من الصحابة وقد صح انه م قرءهما فی الصلوة قال ابن حجر قول من قال انه کذب علیه مردود والطعن فی الروایات الصحیحة بغیر مستند لا یقبل بل الروایات صحیحة والتاویل محتمل۔
یعنی ابن حجر شرح بخاری مین لکھتے ہین کہ ابن مسعود کا انکار کرنا اس سے بسند صحیح ثابت ہی کیونکہ خود امام احمد اور ابن حبان اون سے روایت کرتے ہین کہ وہ معوذتین کو اپنے مصحف مین نہ لکھتے تھے۔ عبد اللہ بن احمد نے زیادات مسند مین اور طبرانی وابن مردویہ نے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود معوذتین کو اپنے مصحف سے چھیل ڈالتے تھے اور کہتے تھے یہ دونون سورہ قرآن سے نہین ہے اور کہتے تھے اسکو تو رسول اللہ بغرض تعویذ استعمال کرتے تھے اور عبد اللہ بن مسعود نماز مین ان دونون سورونکو نہ پڑہتے تھے سندین ان روایات کی صحیح ہین ابن حجر کہتے ہین کہ جو کہتا ہی (امام فخر رازی) یہ روایات ابن مسعود جھوٹھ ہے وہ قول مردود ہے اور طعن کرنا روایات صحیحہ مین بغیر سند کے قبول نہین کیا جاسکتا ہے روایتین صحیح ہین اور تاویل کی گنجایش ہے۔
چونکہ صد السارق مجلدات اربعہ مین اسکی تحقیق بخوبی ہوچکی ہے لہذا زیادہ لکھنا فضول ہے اب مولوی عبد الشکور صاحب سے گذارش ہے کہ جب خود آپکے صحابہ کرام ۱۱۳ آیتون کے انکار سے کافر نہوے اور ابن مسعود انکار الحمد اور معوذتین سے کافر نہوے تو شیعہ بغرض محال اگر تحریف کے قائل ہون تو کیونکر کافر ہوجائینگے انصاف شرط ہے۔
اڈیٹر صاحب آپکا مطلب تو صرف اسقدر ہی کہ چونکہ قرآن جمع کیا ہوا صحابہ کا ہے اور شیعہ صاحبان صحابہ کو نہین مانتے لہذا قرآن کو بھی نہین مانتے ہین مگر ہاے اتنی تعریفون کے بعد بھی آپکو نہ معلوم ہوا کہ قرآن کی تعریف جو بہ الفاظ مختلف کی گئی کہین اوسمین صحابہ کا ذکر نہین پھر جمع صحابہ یا غیر صحابہ کو ایمان بالقرآن مین کیا دخل ہے شیعہ یا سنی کا ایمان یا یہود ونصاریٰ کا اقرار نزول قرآن مین ام حیثیت سے نہین ہے کہ اسکا کون لکھنے والا ہے اور کون جمع کرنے

بلکہ جب کا ایمان ہے یا اقرار ہے وہ اسی کا کہ جناب رسالتمآب پر قرآن نازل ہوا پھر اگر صحابہ ہی جامع ہوں تو اس سے ایمان پر کیا اثر پڑسکتا ہے۔ اگر تمامی کتب اہلسنت کو دیکھ ڈالیئے تو بجز ذات والاصفات جناب امیر و اہلبیت طاہرین کوئی ذات آپکو ایسی نہ ملیگی جس سے کسی کے ایمان یا اسلام پر اثر پڑسکے چہ جائیکہ منافقین صحابہ کو اسمین دخل ہو اگرچہ وہ جامع قرآن ہوں یا کچھ ہوں کیونکہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین۔

ثم فی بسط الامام الکلام فی نفی تکفیر ارباب الانام من اهل القبلة ولو من اهل البدعة والادلة علی ان سب الشیخین لیس بکفر کما صححه ابو الشکور السلمی فی تمهیده وذلک لعدم ثبوت مبناه وعدم تحقق معناه ۸۶

یعنی امام ابوحنیفہ نے جو بسط کلام سے کام لیا ہے اس بارہ مین کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہ چاہیئے اگرچہ وہ اہل بدعة سے ہو تو اسمین دلالت ہے اسپر کہ سب شیخین سے آدمی کافر نہین ہوتا جیسا کہ ابوالشکور سلمی نے تمہید مین صحیح کیا ہے کیونکہ اسکا مبنا ثابت نہین اور معنی محقق نہین۔

لہذا مولوی عبدالشکور صاحب اس مذہب کے موجد ہین کہ چونکہ شیعہ صحابہ کو نہین مانتے لہذا وہ مومن بالقرآن نہین حالانکہ اونکے علما تصریح کر رہے ہین کہ اگر تم ایکمرتبہ نہین لاکھ دفعہ بھی شیخین پر سب وشتم کرو تو کافر نہین ہو سکتے۔

تعریف ایمان چونکہ مقصود ہمارا اونکی تحقیقات پر خلا آتا ہے لہذا اس بحث کو ناتمام چھوڑکر تعریف ایمان پر آتے ہین کہ مخاطب کہتا تھا کہ آیا حضرات شیعہ کا ایمان قرآن کریم پر ہے یا ہو سکتا ہے) لہذا ضرورت ہوئی کہ اون سے ایمان کی تعریف پوچھی جائے۔ مگر وہ کب بتا سکتے ہین کیونکہ جلسہ مناظرہ سے اوٹھ چکے ہین فتح الباری مین ہے۔

والایمان لغة التصدیق وشرعاً تصدیق الرسول فیما جاء به عن ربه وهذا القدر متفق علیه ثم وقع الاختلاف هل یشترط مع ذلک مزید امر من جهة ابداء هذا التصدیق باللسان المعبر عما فی القلب اذ التصدیق من افعال القلوب او من جهة العمل بما صدق به من ذلک کفعل المامورات وترک المنهیات کما سیاتی ذکره ۱۸۴ ص۴۶

یعنی ایمان لغۃً تصدیق ہے اور شرعاً تصدیق رسول ہے اون باتون مین جو خدا کی طرف سے لائے یہ قدر متفق علیہ ہے پھر اسمین اختلاف ہے کہ آیا اس تصدیق کا اظہار بھی زبان سے ضروری ہے یا نہین اور اوسکے ساتھ عمل بھی ضروری ہے یا نہین جیسا کہ آئیگا۔

تو اب اوڈیٹر صاحب کو بتانا چاہیئے کہ شیعون کا ایمان بالقرآن کیون نہین ممکن ہے کیونکہ اگر کہئے کہ شیعہ اون صحابہ کو کاذب جانتے ہین جو جامع قرآن تھے تو اونکے کاذب جاننے سے ایمان کیون نہین حاصل ہوگا۔ کیا رسول کے ساتھ اون لوگون پر بھی ایمان لانا ضروری ہے جو جامع قرآن تھے۔ تو جامعان صحاح ستہ بلکہ کل احادیث پر ایمان لانا کیون نہ ضروری ہوگا کیونکہ ما جاء بہ الرسول مین تو قرآن و حدیث سب ہی داخل ہے۔

پھر شرح حدیث بنی الاسلام علی خمس مین لکھتے ہین ثانیہا قولہ شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وما بعدہا مخفوض علی البدل من خمس ویجوز الرفع علی حذف الخبر والتقدیر منہا شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ او علی حذف المبتداء وتقدیرہا شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ فان قیل لم یذکر الایمان بالانبیاء والملئکۃ وغیر ذلک مما تضمنہ سوال جبرئیل علیہ السلام اجیب بان المراد بالشہادۃ تصدیق الرسول فیما جاء بہ فیستلزم جمیع ما ذکر من المعتقدات وقال الاسماعیلی ما محصلہ ہو من باب تسمیۃ الشئ ببعضہ کما تقول قراءت الحمد وترید جمیع الفاتحۃ۔ وکذا تقول مثلاً شہدت برسالۃ محمد وترید جمیع ما ذکر واللہ اعلم۔ یعنی شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ کو جو ارکان اسلام مین لکھا تو اسکے ساتھ ایمان ملئکہ و انبیا کو کیون نہ بیان کیا تو اسکی وجہ یہ ہے کہ تصدیق رسول مستلزم ہے ایمان ملئکہ و انبیا کو اور اسمٰعیلی نے کہا کہ یہ از قبیل تسمیہ باسم بعض ہے کہ کہتے ہین الحمد پڑھا تو مقصود یہ ہے کہ پورا سورہ پڑھا اسی طرح جب اقرار کیا رسالت رسول اللہ کا تو اسمین وہ سب داخل ہے۔

پھر تعجب ہے کہ رسول اللہ یا علمائے اہلسنت ایمان بالقرآن کو علیحدہ نہ قرار دین بلکہ ایمان بالرسول مین داخل سمجھین اور مولوی عبد الشکور اسکے مدعی ہون کہ شیعونکو ایمان بالقرآن نہین ہو سکتا [illegible] شیعہ او قرآن۔ اور ایمان کے بعد تو کسی ذی عقل کو اسمین شبہہ نہوگا کہ یہ

سوال محض بلیسانہ ہے تحقیق حق اسکو کوئی تعلق نہین . کیونکہ صرف شیعہ ہونا اسکا کافی ثبوت ہے کہ قرآن پر ایمان صرف اسی فرقہ حقہ کو حاصل ہے جسنے اپنا مقتدا اور پیشوا جناب امیرؑ کو قرار دیا جسکے نسبت رسول اللہ نے بتصریح صریح فرمایا کہ قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ قرآن کے ساتھ اور جسنے ان سے تمسک کیا نجاۃ پایا قیامت تک جدا نہونگے ۔

اور خلیفہ دوم نے اسی غرض سے اپنا فرقہ علیحدہ کیا کہ حسبنا کتاب اللہ کہا جو بتصریح امام ذہبی مقولۂ خوارج ہے اور اسیوجہ سے مخاطب ہر موقع پر یہ سوال کرتے ہین کہ شیعون کا ایمان قرآن پر ممکن ہے یا نہین حالانکہ اونکو اسکی خبر نہین کہ خلیفہ دوم نے یہ کلمہ اسی غرض سے کہا تھا کہ حضرت وصیت نامہ نہ لکھنے پائین وہ تو اسکا اعلان کرتے ہین کہ ہمکو کتاب خدا کافی ہے یعنی تمسک اہلبیت کی ضرورت نہین ۔ اور اڈیٹر صاحب نے یہ ترقی کی کہ متبعان اہلبیت و قرآن کو ایمان ہی سے خارج کر دیا ۔

اب ہم اونکی تنقیحون کی طرف نظر کرتے ہین جو اونھون نے قائم کیا ہے **تنقیح اول** اس بات پر ایمان کہ قرآن نام کی کوئی کتاب خدا کے یہان سے اوتری تھی جس طرح کہ مسلمانون کا ایمان توراۃ و انجیل پر ہے ۔

الجواب افسوس جس فرقہ کو قرآن کی تعریف بھی نہ معلوم ہو وہ کیونکر ایسا سوال کر سکتا ہے کیونکہ ہمارا دعوی تو یہ ہے کہ قرآن ہمارے خدا نے بھیجا ہمارے رسول پر نازل ہوا ۔ ہمارے امام نے اوسکو حسب حکم رسول لکھا اور بعد وفات رسول سب سے پہلے یہی کام کیا کہ قرآن کو جمع کرین چنانچہ جمع کیا اور صحابہ کے پاس لائے مگر صحابہ نے نہ لیا ۔ بخلاف اہلسنت کہ اونھون نے نہ عہد رسول مین اس قرآن کو لیا جسکی شکایت بھی خدا سے فرماتے ہین ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا ۔ نہ بعد رسول بلکہ جب تین چار سو حافظ قرآن مارے گئے اور زید بن ثابت نے جو اصل مین یہودی تھے اور اسلام لائے تھے تقاضا کیا تو خلیفہ دوم و ابوبکر سے کہا اور ابوبکر نے کہا جبتک صحابہ کی رائے نہو کیونکر ہو سکتا ہے پھر نہ معلوم ایسے فرقہ کو کیا حق ہے جو یہ سوال کرے ۔ ہان اس سائل کا اسلام ہی کا ظاہر ہو کہ کہتا ہے جسطرح مسلمانونکا ایمان توریت و انجیل پر ہے بیشک یہ مسلمان خلیفہ دوم تھے جو توراۃ کو لکھوا کر رسول اللہ کے پاس لائے تھے

اور آپ کا چہرہ متغیر ہوتا اور خلیفہ اول گالیان دیتے یا خلیفہ سوم تھے جنھون نے توراۃ کا عربی مین ترجمہ کیا چنانچہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ مین ہے وانی لاجد فی التوراۃ التی انزل اللہ علی موسیٰ وکتب بیدہ خمس جل الیکم بالعبرانی وبالعربی خلیفتکم المظلوم الشہید صلہ

یعنی خدا نے توراۃ کو اپنے ہاتھ سے عبرانی مین لکھا اور تمھارے خلیفہ مظلوم شہید (عثمان) نے اوسکو عربی مین لکھا۔ اسیوجہ سے آپکے یہان تمام اجازت ہے کہ نماز مین توراۃ و انجیل پڑہ سکتے ہین در مختار مین ہے فروع قرأ بالفارسیۃ او التوراۃ والانجیل ان قصتہ فسد وان ذکرا لا ولحق بہ فی البحر الشاذ ولکن فی النہر الاوجہ انہ لا یعد ولا مجزی وفی منظومۃ ابن وہبان وان قرء المکتوب فی الصحف الاوائل الحاکیات کالتسبیح لیس بغایر والصحف الاولی جمع صحیفۃ المراد بہا التوراۃ والانجیل والزبور صلہ

یعنی نماز مین ہر طرح کی تحریف کرے اور توراۃ انجیل زبور پڑہے تو نماز نہ فاسد ہوگی چونکہ اسکی تحقیقات الشمس جلد ۲ مین پوری طور سے ہوچکی ہے لہٰذا زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین کیونکہ تمام ملک مین شائع ہوچکی ہے۔

حاشیہ مولوی عبد الشکور صاحب یہان حاشیہ دیتے ہین لہ یعنی صرف اتنی بات پر بھی شیعون کا ایمان نہین ہوسکتا کہ قرآن نام کی کوئی کتاب خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھی قطع نظر اس سے کہ وہ کتاب کہان ہے مسلمانون کے پاس ہے یا امام غائب کے پاس غار مین ہے یا آسمان پر لوح محفوظ مین ہے کیونکہ اتنی سی بات کے بھی اول ناقل اور قرآن کے کتاب خدا ہونیکے اول راوی اور اسکے دلائل صداقت کے عینی گواہ وہی صحابۂ کرام ہین جن کو مذہب شیعہ جھوٹا مان چکا ہے۔ کوئی یہودی یا عیسائی یا مجوسی یا ہندو مورخ اول تو ان امور کا ناقل نہین اور بفرض محال ہو بھی تو وہ صرف اسقدر نقل کریگا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے کتاب اللہ ہونے کا دعوی کیا تھا اس دعوی کے دلائل کی عینی شہادت سوا صحابۂ کرام کے وہ نقل کرہی نہین سکتا۔ کاش حضرات شیعہ نے حضرت علی مرتضی اور انکے خیالی

دو چار ساتھیون کو جھوٹ بولنے سے مستثنی کردیا ہوتا تو کچھ آنسو پچھ جاتے اور یہ کہنے کا موقع
تو مل جاتا کہ قرآن شریف متواتر نہ سہی بطریق آحاد چار پانچ راوی اسکے عینی شاہد تو ملگئے۔
اقول شیعون کی طرف سے تو اسیقدر جواب کافی ہے کہ جب آپ سوال کرین تو شیعہ
قرآن مجید کو جو مطبوعہ دہلی۔ لکھنو۔ کانپور بلکہ لندن وغیرہ ہو دکھادین اور بتادین کہ یہی قرآن ہے
جسپر ہمارا ایمان ہے جسپر قرآن منزل من اللہ لکھا ہوا ہے اور تمام یہود و نصاریٰ نے مانا ہے کہ
یہی قرآن محمدؐ پر نازل ہوا۔

ہان اہلسنت ایسا قرآن نہین دکھا سکتے جسکی اونھون نے یہ تعریف کی ہے کہ وہ قرآن
منزل من اللہ ہے جسمین قرارات سبعہ ہے اور بہ اقرار علما عثمان نے کل حرفونکو جلاکر ایک حرف
کردیا اور وہ ایک حرف بھی اپنے حال پر باقی رہا کیونکہ بعد قتل عثمان مروان نے عبداللہ
عمر سے بزور حکومت وہ قرآن لیکر دھو لوادیا۔
ہان قرآن وہ ہے جسکو حجاج بن یوسف ثقفی ملعون نے بعد عثمان ترتیب دیا اور رائج کیا
اگر امام غائب کے پاس قرآن ہونے پر آپکو ایمان نہین ہے تو تھوا اوس قرآن پر تو ضرور ایمان
ہوگا جسکو عائشہ کے بکری کے بچہ نے کھالیا تھا اور اوسکا ایک حرف بھی نہ باقی رہا۔
کتاب خدا نہ کسی راوی کی محتاج ہے نہ کسی قانون مین یہ دیکھا جاتا ہے کہ اسکے ترتیب دینے والے
کون تھے چھاپنے والا کون تھا لکھنے والا کون تھا اوسکی نظر تو قانون پر ہوتی ہے جو شاہی
مہر سے مزین ہوتی ہے پھر کسیکو کیا شامت آئی ہے جو قرآن کیلئے راوی ڈھونڈ ہے۔
کیا قرآن مجید بھی مثل انجیل متی علیحدہ ہے انجیل یوحنا علیحدہ انجیل مرقس علیحدہ کہ ہر ایک مصنف
کا نام اوسکی انجیل کے ساتھ ہے یہ تو قرآن منزل من اللہ ہے جسکے ساتھ نہ رسول اللہ کا نام ہے
نہ کسی جامع قرآن کا۔

یہ بھی غلط ہے کہ ناقل اول صحابہ ہین کیونکہ راوی حضرت خدیجہؑ ہین اور جناب
ابوطالبؑ جنکے سامنے قرآن نازل ہوا اور حضرت نے آکر جناب خدیجہ سے کہا زملونی۔ اوس
وقت تک تو آپکے خلفا اسلام بھی نہ لائے تھے نہ اسلام مین داخل ہوئے تھے کیونکہ
خود خلیفہ اول پچاس آدمیون کے بعد تو اسلام لائے ہین پھر وہ کیونکر راوی اول ہوسکتے ہین

آپ حدیثین پڑھیے کتابون کو دیکھیے تو معلوم ہوا ابتدائے نزول قرآن مین نہ آپکے خلیفہ اول شریک ہین نہ خلیفہ دوم یہانتک کہ جب حکم اظہار اسلام آیا ہے اور آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا جو انیسوین پارہ مین ہے سورہ شعرا مین اوسوقت بجز جناب امیرؑ کوئی مومن نہ تھا چنانچہ حضرت نے جب اپنی نبوت کا اعلان کیا ہے تو اوسکے ساتھ ہی خلافت و وصایت و وزارت جناب امیرؑ کا بھی پھر کس منہ سے آپ یہ کہتے ہین (کیونکہ اتنی ہی بات کے یہی اول ناقل اور قرآن کے کتاب خدا ہونیکے اول راوی اور اسکے دلائل صداقت کے عینی گواہ وہی صحابہ کرام ہین جنکو مذہب شیعہ جھوٹا مان چکا ہے"

کیونکہ خود صحیح بخاری کے صفحہ ۲ مین یہ حدیث موجود ہے کہ جب پہلے پہل قرآن حضرت پر غار حرا مین نازل ہوا تو آپ گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ سے کہا کہ کمل اوڑھا دو اور سارا واقعہ بیان کیا اور حضرت کو ورقہ کے پاس لیگئین جو آپکا ابن عم تھا اور اوسنے حضرت سے اون آیات کو سنا اور کہا یہ تو وہی ناموس اکبر ہے جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوا تھا کاش ہم اوسوقت زندہ ہوتے جب تمھاری قوم تمکو نکالتی۔

اب بتایئے راوی اول اور شاہد عینی اس واقعہ کا کون ہے کیا حضرت خدیجہ کے پہلے بھی کوئی راوی ہوا ہے۔ کیا حضرت خدیجہ کے نسبت کسی کو گمان نفاق کا ہوسکتا ہے یہان آپکے صحابہ کرام کہان تھے جو شہادت دیتے وہ سب تو چاہ ضلالت و غار کفر مین پڑے تھے۔

مولوی صاحب قرآن مجید مین ہے آیہ لایجرمنکم شنآن قوم کہ تمکو کسی قوم کی عداوت اسپر نہ آمادہ کرے کہ ظلم کرو جس سے آپکو یہ کسی طرح زیبا نہین کہ محض دنیا کیلئے آپ کذب و افترا سے کام لین قرآن مجید جسوقت نازل ہوا ہے اور جسوقت سے اوسکی ابتدا ہوئی اوسوقت ایک شخص بھی منافقین کاذبین سے نہین شریک تھا جو گواہی دیسکے اور آپکی یہ آرزو پوری ہو کہ صحابہ گواہ ہوئے۔

ہان ہمت خدا دیجیے کہ اسکا شاہد بھی ایک تو صرف حضرت خدیجہ ہین اور دوسرا شاہد عینی وہ نصرانی ہے جسنے خود رسول سے ان آیات کو پڑھوا کر ایمان قبول کیا اور پیغمبر سے منتہا ہوا

کہ ہمارے رسول پر قرآن کا نزول شروع ہو گیا

یہ کس طرح کی افترا پردازی ہے کہ کوئی یہودی یا عیسائی یا مجوسی یا ہندو مورخ اول تو ان امور کا ناقل نہین" کیونکہ خود آپکی صحیح بخاری کہہ رہی ہے کہ حضرت خدیجہ کے بعد سب سے پہلا شاہد عینی وہی ورقہ ہے جو نصرانی تھا اور اوسکے ذریعہ سے تمام قوم مین یہ خبر پھونچ گئی کیونکہ اوسنے تصدیق بھی کی اور اوسکے ذریعہ سے تمام قوم مین یہ خبر پھیلی اور یہود و مجوس سب نے سنا اور ہنود یعنی کافر تو تمام قوم تھی - یہانتک اس خبر نے شہرت پائی کہ کفار قریش حضرت کو دیکھکر کہنے لگے ان غلام بنی عبد المطلب لیکلم من السماء فکان ذلک حتی عاب الہتہم صہ ۳۲۵ تاریخ خمیس جلد اول

کہ یہ لڑکا خاندان عبد المطلب کا ایسا ہے جس سے آسمان سے بات چیت ہوتی ہے یہاں تک وقت کا واقعہ ہے کہ حضرت نے کفار مکہ کے بتون کی مذمت نہ شروع کی تھی اور کفار قریش کو کسی طرح آپکے دین سے انکار نہ تھا -

افسوس آپ محبت خلفائے ثلثہ مین ایسا سرشار ہین کہ آپکو یہ بھی نہین معلوم کہ قرآن کے راوی اول یا شاہد عینی وہ ہین جنمین باتفاق فریقین کسی طرح کا نفاق نہ تھا کیونکہ حضرت خدیجہ رض راوی اول ہین اور ورقہ جو اوسوقت نصرانی تھا اسکے بعد جتنی روایتین بخاری مین لیگئی ہین وہ تو یا حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے ہین یا حضرت ابن عباس سے جنکو شیعہ نہ کاذب جانتے ہین نہ منافق اور سنی کا تو دارو مدار ہے صحابہ پر -

سیفت اسلام افسوس آپکو یہ بھی نہین معلوم کہ منافقون کا کب سے دخل شروع ہوا کیونکہ یہ امر آپکے یہان بھی متفق علیہ ہے کہ سات برس تک بجز جناب امیر کوئی داخل اسلام نہین ہوا چنانچہ مسند احمد بن حنبل اور خصائص نسائی وغیرہ مین موجود ہے قال انا عبد اللہ واخو رسولہ وانا الصدیق الاکبر لا یقولہا بعدی الا کاذب صلیت قبل الناس بسبع سنین سوانح عمری صہ ۲۶

کہ حضرت علیؑ فرماتے تھے ہم بندہ خدا و برادر رسول ہین اور ہم ہین صدیق اکبر جسکا دعوی دوسرا نہین کر سکتا مگر یہ کہ وہ کاذب ہو سات برس سب سے پہلے ہمنے نماز پڑھی رسول اللہ کے ساتھ -

تو کیا کوئی گمان کرسکتا ہے کہ اس سات برس کے زمانہ مین حضرت پر قرآن نہین نازل ہوا اور اوسکا ہادی جناب امیر کے سوا کوئی نہ تہا۔

آمد منافقین - اب اون منافقین کی آمد دیکھیے جنکے اسلام لانیسے بقول انکے شیعونکا ایمان قرآن پر نہین ہوسکتا کیونکہ اسکے راوی اول یا شاہد یعنی وہی صحابۂ کرام ہین جنکو مذہب شیعہ جھوٹا مان چکا ہے۔ کیونکہ انکے سر آمد خلیفہ اول ابوبکر ہین جنکو شیعہ یقینی منافق جانتے ہین وہ کب اسلام لائے تاریخ طبری مین ہے۔

عن محمد بن سعد قال قلت لابی اکان ابوبکر اولکم اسلاما فقال لا و لقد اسلم قبله اکثر من خمسین ولکن افضلنا اسلاما صفحہ ۲۱ جلد ۲

محمد بن سعد اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہین کہ کیا ابوبکر سب سے پہلے مسلمان ہین کہا نہین اونکے پہلے پچاس آدمی سے زیادہ مسلمان ہوئے۔

فاسلم علی یدایه فیما بلغنی عثمان بن عفان والزبیر بن العوام وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص وطلحه بن عبید الله - یعنی ابوبکر کے بعد یہ لوگ اسلام لائے عثمان زبیر بن عوام (داماد خلیفہ اول) عبد الرحمن بن عوف (بہنوئی خلیفہ سوم) سعد بن ابی وقاص (جسکا بیٹا عمر بن سعد مشہور ہے) طلحہ بن عبید اللہ داماد خلیفہ اول یہی لوگ اسی مناسبت سے عشرہ مبشرہ کہلاتے ہین جسمین بلا وجہ جناب امیر کو بھی داخل کردیا ہے حالانکہ خود اوسی کتاب مین ہے کہ حضرت ابوذر وغیرہ انکے قبل اسلام لاچکے تھے۔

غرض شیعہ ان لوگونکو یقیناً منافق کاذب جانتے ہین۔ مگر یہ تو فرمایئے اونکی روایت قرآن کے متعلق کہان ہے کیونکہ خود صحیح بخاری مین ہے کہ یہ لوگ جب وارد مدینہ ہوئے تو تجارت کے کاروبار مین مشغول ہوئے اور حضرت سابکہ مین رہے کوئی ان مین ایسا بھی نہین تھا جو حضرت کے پاس رہتا الاشاذ و نادر یہانتک کہ حضرت کو محاصرۂ شعب ابوطالب پیش آیا اوسمین بھی کوئی نہ تھا پھر انھون نے قرآن کب یاد کیا اور حدیث کہان سیکھا جو انکی روایت ہوتی کیونکہ ان لوگونکو نہ حدیث سے مطلب تھا نہ قرآن سے۔

اتقان مین ہے اما الخلفاء فاکثر من روی عنه منهم علی بن ابی طالب والروایة

عن الثلاثة متزعة جدا وكان السبب في ذلك تقدم وفاتهم كما ان ذلك السبب
في قلة رواية ابي بكر للحديث ولا احفظ عن ابي بكر في التفسير الا آثارا قليلة
جدا لا تكاد تجاوز العشرة صـ ۱۸۶ جلد ۲

یعنی کل دس صحابی تفسیر مین مشہور ہین چار خلفا. مین سب سے زیادہ روایت جناب امیر کی ہی
باقی تین خلیفہ کی روایتین تو بہت کم ہین جسکا سبب یہ ہی کہ اون کی وفات جلد ہو گئی اسی وجہ
سے حدیثون کی روایت بھی بہت کم ہے اور ابوبکر سے تو شاید دس روایت بھی نہو تفسیر
کے متعلق۔

پس الحمد للہ کہ قرآن مجید کا دامن مقدس بہت پاک وصاف ہے ایسے منافقین کا دین
کی شرکت سے جنکی روایت کو آپ اسکا باعث قرار دیتے ہین کہ شیعون کا ایمان قرآن پر
نہین ہو سکتا کیونکہ راوی اول اور اسکے دلائل صداقت کے عینی گواہ وہی صحابہ کرام ہین
جنکو مذہب شیعہ جھوٹھا مان چکا ہے!

کیونکہ بفحوائے لا یمسہ الا المطہرون اونھون نے قرآن کی روایت مین کسی قسم کی شرکت
ہی نہین کی جو اونکی روایت یا شہادت سے کوئی اثر پڑ سکے حالانکہ اگر ہوتی بھی تو کوئی برا
اثر نہ پڑتا کیونکہ جس طرح قرآن کو خدا نے اپنے حبیب خاص پر نازل کیا اوسی طرح رسول
نے اپنے نفس اور خلیفہ ووصی کو اسکا امین قرار دیا اور اوسنے اس مہم کو اوسی طرح
انجام دیا جس طرح رسول نے بتایا تھا لہذا قرآن مجید کا دامن مقدس ہر طرح کی کثافتون سے
پاک رہا اور اگر اوسمین کسی طرح کی شرکت انھون نے کی تو اوسی طرح جس طرح نولکشور اور لندن کے
مطابع اسکو چھاپ رہے ہین اور اوس سے قرآن کے تقدس و تنزہ پر کوئی اثر نہین ہوتا۔
رہا یہ کہ کاش حضرات شیعہ نے حضرت علی مرتضیٰ اور انکے خیالی دو چار ساتھیون کو چھوٹ تو دے
دیے تھی کردہ ہوتا تو کچھ آنسو پچھ جاتے اور یہ کہنے کا موقع تو مل جاتا کہ قرآن شریف متواتر نہ سہی
بطریق احاد چار پانچ راوی اسکے عینی شاہد تو مل گئے!!

تو اسکا کیا جواب دیا جاسکتا کہ آپکی کسی طرح حق کے قبول کرنے پر آمادہ نہین نہ آپکو تو اتر معلوم
نہ اوسکی شرائط معلوم آپکا مذہب تو یہی ہے کہ بسم اللہ کے انکار سے آدمی کافر نہین ہوتا حالانکہ

اس سے بڑھکر شاید ہی کوئی متواتر ہو۔ ابن مسعود کے انکار سورہ الحمد و معوذتین سے قرآن کا تواتر باطل ہوتا ہے جسکے جواب میں امام فخر رازی سا شخص حیران ہوا اور بغیر اسکے چارہ نہو کہ حدیث کو غلط کہیں جیسا ابن حجر نے کیسا دیانت سمایا اب ذرہ کتب اصول فقہ دیکھیے تو معلوم ہو تواتر کس جانور کا نام ہے اور اپنے علما کی تصریحات کو دیکھئے کہ وہ قرآن کے وجود و بقا کو صرف ذات والاصفات جناب امیر سے وابستہ جانتے ہین اور وہ کیا کہینگے جب خود رسول نے کہہ دیا القرآن مع علی وعلی مع القرآن۔

کاش آپ اسوقت موجود ہوتے تو کہدیتے یا حضرت یہ کیا فرماتے ہین جب قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ تو پھر قرآن بطریق احاد رہا تواتر کہان ہوا۔ بغیر ہمارے صحابہ کے قرآن کا وجود کیونکر قائم رہ سکتا ہے۔ اور صاحب کچھ بھی غور کرتے تو معلوم ہوتا حضرت نے اپنی اولاد طاہرین کو کیون خلافت جانشینی کیلئے نامزد کیا جبکہ آپکو معلوم تھا کہ ان حضرات کو دشمنان دین چین نہ لینے دینگے پھر کیون اسقدر امت کو تاکید کی اسی لئے کہ قرآن کی یا دین کی حفاظت بغیر ان حضرات کے ناممکن ہے۔ آپ جانتے تھے دنیا انکے خلاف ہوگی مگر پھر بھی اون حضرات کو اپنا نائب کیا کہ وہ اپنا فرض ادا کرتے رہین دین خدا کی حفاظت کرتے رہین۔ اسی لئے فرمایا لایزال طائفہ من امتی ظاھرین حتی یاتیھم امر اللہ وھم ظاھرون۔ صفحہ ۱۰۶۲ جلد ۲ بخاری

کہ ہماری امت سے کچھ لوگ ظاہر رہینگے یہانتک کہ حکم خدا آئے اور وہ ظاہر رہین جس سے معلوم ہوا کہ کثرت ہمیشہ اہل باطل کی ہوگی اور اہل حق قلیل ہونگے مگر حق پر چودین کو ظاہر کرتے رہین۔ پھر اگر منافقین کی کثرت رہی تو آپکو کیا نفع ہوا کیونکہ اگر ایک فرد بھی اہلبیت رسالت سے اسکا راوی اور شاہد عینی ہو تو دوسرون کے ہزارون کی تعداد سے وہ افضل و اعلم ہوگا۔

قولہ تنقیح دوم اس بات پر ایمان کہ قرآن نام کی جو مقدس اور جان سے زیادہ پیاری کتاب مسلمانان عالم کے پاس ہے جسکے سوا کسی دوسرے قرآن کا وجود کسی گوشۂ دنیا میں نہین ہے آیا یہ بے کم و کاست بے تغیر و تبدل بلا تحریف و زیادت وہی کتاب ہے جسکو حضرت محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کتاب اللہ فرماتے تھے ۔

اقول ہم جو اس رسالہ کی تحریر مین متامل تھے تو اسی وجہ سے کہ آپکے یہ مطالب وہی ہین جنکا جواب صدہا مرتبہ الشمس مین اور حد السارق مین ہو چکا پھر اس تحریر سے کیا فائدہ آپکو تو اس ذریعہ سے مالی فوائد حاصل ہوتے ہین کہ ہمنے اس طرح شیعونکو عاجز کردیا اور ہمارا مفت مین صدہا ریم کاغذ خرچ ہوگا ۔ ملاحظہ ہو حد السارق جلد۴ صد۶

یہان یہ سنکر آپکو اور تعجب ہوگا کہ کتب عقائد اہلسنت جسقدر ہماری نظر سے گذری ہین وہ سب اس عقیدہ سے خالی ہین کہ قرآن کی نسبت کیا عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ اسمین تحریف ہوئی یا نہین چنانچہ الشمس ۵ و ۶ جلد ۲ صفحہ ۲۹ مین چند عبارتین بھی لکھدی گئین کہ کسی نے اسکو عقیدہ اپنا نہین قرار دیا جسکا اقرار بھی اڈیٹر صاحب فرماتے ہین "اڈیٹر صاحب الشمس دو تین مرتبہ لکھ چکے ہین کہ اہلسنت کی کتب عقائد مین یہ کہین نہین لکھا ہے کہ قرآن مجید کو تحریف سے پاک سمجھنا بھی ضروریات اسلام سے ہے ملاحظہ ہو الشمس صد ۲۱۳ ۲۹ جلد۳

پھر یہ کس قسم کی زبردستی ہے کہ جو عقیدہ اہلسنت کا ہو اور آپ اوسکے موجد ہون اوسکا اقرار شیعون سے کرانا چاہتے ہین ۔

یہ تو کچھ عرصہ کی بات ہے ۔ حال مین اصلاح ۲ جو ماہ صفر ۱۳۳۹ مین شایع ہوا ہے اوسمین بھی یہ مطالبہ کیا گیا ۔

"سوال لہذا اڈیٹر النجم چونکہ انکا پتہ نہین معلوم ہے لہذا اس سوال کا جواب بھی ہم اخبار اہلحدیث سے چاہتے ہین ۔ اڈیٹر النجم کی طرف سے ایک اشتہار مناظرہ امروہہ کے متعلق اعظم علی میلاد خوان کے نام سے شایع ہوا جسکا ایک فقرہ یہ ہے ملک العلما بحر العلوم کی شرح مسلم الثبوت مین لکھا ہو قائل تحریف قرآن کافر ہے جسکو بچشم خود بھی دیکھ لیجئے اس عبارت کا صفحہ و مطبع درکار ہے مسلم الثبوت مطبوعہ لکھنؤ اور مصر ہمارے پاس موجود ہے صفحہ اور مطبع کا حوالہ درکار ہے کیونکہ آج پندرہ برس سے الشمس مین اسکا مطالبہ چلا آرہا ہے کہ کس عالم اہلسنت نے کتب عقائد مین اسکو لکھا ہے کہ اعتقاد عدم تحریف قرآن بھی عقائد مین داخل ہے اگر ایسا ہے تو سب [illegible] کی [illegible] صحیح بخاری ہی والونکو ہوگی جو روایت حضرت ابو الدرداء لکھ رہے ہین کہ سورہ واللیل و [illegible]

ہین وما خلق بجامعین قرآن نے زائد کر دیا جسکی ہم کسی طرح متابعت نہین کر سکتے اور اس سے
منسوخ التلاوۃ وغیرہ کا بھنڈہ بھی ٹوٹ جاتا ہے ہمکو امید ہے اڈیٹر المحدیث بھی اپنی تحقیقات
اس بارہ مین لکھینگے کیونکہ علامہ بحر العلوم تو حنفی عالم ہین اونکی تقلید المحدیث کیونکر کر سکتے ہین
بنمود تو جرد املاحظہ ہو اصلاح نمبر ۲ بابت ماہ صفر ۳۹ھ مگر ۲۴ رمضان ۳۹ھ تک اسکا جواب
نہین ملا۔

پھر آپکا یہ سوال کیا اسلام کا نہین ہے کہ مرزا صاحب کہتے ہین چونکہ حضرت عیسیٰ نے انتقال
کیا لہذا ہم امام مہدی ہین۔ کیونکہ ہمارے آپکے جو نزاع قدیم سے چلی آتی اوسی کا تصفیہ ہو سکتا
ہے نہ کہ آپکے ہر ایجاد و اختراع کا۔

آپکا یہ فقرہ کہ قرآن نام کی جو مقدس اور جان سے زیادہ پیاری کتاب مسلمانان عالم کے
پاس ہے" کسقدر درد انگیز اور خلاف واقع ہے جسکی غرض بجز ابلہ فریبی کیا ہو سکتی ہی کیونکہ
خود قرآن مجید اوس زمانہ کے صحابہ کی شکایت کرتا ہے الذین جعلوا القرآن عضین
سورہ حجر پ۱۴ ع ۶

جن لوگون نے قرآن کو ٹکڑہ ٹکڑہ کر ڈالا وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ھذا
القرآن مھجورا سورہ فرقان پ۱۹ ع ۱

اور پیغمبر نے کہا اے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا ہے۔ پھر آپ کیونکر کہہ سکتے
ہین کہ صحابہ یا عامہ مسلمین اس قرآن کو جان سے زیادہ پیاری کتاب جانتے ہین کیونکہ یہی قرآن
نہ اوسوقت بھی تھا جبکہ رسول زندہ تھے اور کہتے تھے کہ قرآن و اہلبیت سے تمسک کرو
گمراہی سے نجاۃ پاؤ۔

یہی قرآن نہ تھا جسکے بارہ مین زید بن ثابت خلیفہ دوم سے اصرار کرتے ہین اسکو جمع کر لو ورنہ
اگر یہ ضایع ہوا تو ہمارا دین ضایع ہو گا اور عمر صاحب کہتے ہین جبتک ابو بکر نہ کہین ہم کیا کر سکتے
ہین اور ابو بکر صاحب کہتے ہین کہ جبتک سب کا اجماع نہو ہم کیونکر یہ کام کر سکتے ہین۔

یہی قرآن نہ تھا جسکو جناب امیرؑ جمع کرکے لاتے ہین اور آپکے صحابہ انکار کرتے ہین۔

یہی قرآن نہ تھا کہ جب تین سو یا چار سو صحابہ مارے گئے جو حافظ قرآن تھے اور ایک آیہ کی ضرورت

عمر صاحب تک آئی تو لوگون نے کہا یہ آیہ تو فلان صحابی کے پاس تھا وہ جنگ یمامہ مین مارا گیا تب اسکی جمع کی تدبیر سوجھی گئی۔

یہی قرآن نہ تھا جسکا نام بھی کسی کو صحابہ سے معلوم نہ تھا نام کی تجویز ہونے لگی کہ اسکا نام سفر رکھا جائے یا مصحف فاجتمع رائہم علی ان السموہ المصحف ص۹۵ اتقان یعنی سبکی رائے اسپر جمع ہوئی کہ اسکا نام مصحف رکھا جائے۔

یہی قرآن نہ تھا جسکو عمر صاحب نے اپنی زندگی بھر باہر نہ نکالا یہانتک کہ مرتے وقت اپنی بیٹی حفصہ کو سپرد کر گئے۔

یہی قرآن نہ تھا جسکو عثمان صاحب نے ہزارون قسم اقسام کے بعد حفصہ سے لیا اور جب اوسکی نقل حسب خواہ کرالی تو حفصہ کو واپس دیا اور مروان نے جس روز حفصہ نے انتقال کیا ابن عمر سے لیکر محو کرادیا۔

یہی قرآن نہ تھا جسکے ہزارون نسخے عثمان صاحب نے جلوائے اور مسلمان بلکہ صحابہ ہنستے رہے

یہی قرآن نہ تھا جسکے نسبت ابن مسعود فرمایا کرتے کہ اگر ہمکو بھی اختیار ہوتا تو اس قرآن کے ساتھ وہی کرتے جو عثمان نے ہمارے قرآن کے ساتھ کیا کہ جلایا۔

یہی قرآن نہ تھا جسکو جناب امیر نے عائشہ طلحہ زبیر کے پاس بھیجا تھا اور ان لوگون نے اوس شخص کے ہاتھون کو کاٹ ڈالا اور قرآن گر پڑا اور وہ شخص جان سے مارا گیا۔

تو کیا اس زمانہ کے مسلمان اون صحابہ سے زیادہ ایماندار ہین جو قرآن کو جان سے پیاری کتاب جانتے ہین۔ یہ بھی معویہ اور عمرو عاص کی پیروی ہے کہ جب معویہ نے دیکھا اب جناب امیر کو ہر طرح کا غلبہ ہو رہا ہے تو تعلیم عمرو عاص نیزون پر قرآن اوٹھا و اور امان کے طالب ہو۔

جس طرح خلیفہ دوم نے بوقت تحریر وصیت نامہ حسبنا کتاب اللہ کہا تھا جس سے اسلام مضمحل ہو گیا اوسی طرح معویہ نے یہ مکاری کرکے اسلام کو ہمیشہ کیلئے پائمال کر دیا۔ اور اہلسنت اسوجہ سے قرآن کی بے سبب عزت کرتے ہین کہ معویہ نے اسکو نیزون پر چڑھایا تھا ورنہ اہلسنت کو قرآن سے کیا واسطہ وہ تو صرف خلفا پرستی جانتے ہین جسکا نقشہ آج بھی دیکھ رہے ہین کہ اس خلاف ہو ہندؤن سے مسجدون مین لکچر دلواتے ہین۔

یہی قرآن ہے جبکہ عبدالملک بن مروان خلیفہ کو خلافت ملی تو قرآن پڑھ رہا تھا فاطبقہ و
قال ھذا آخر العھد بک صفحہ ۱۴۲ تاریخ الخلفا

تو خلیفہ نے قرآن کو بند کر دیا اور کہا یہ آخری عہد تھا تیرے ساتھ۔

یہی قرآن تھا جسمین حجاج نے والخلفا بڑہانا چاہا اور یہی حجاج ہے جسنے قراۃ ابن مسعود
کو مٹا کر کے حکم دیا کہ جو اوس طرح پڑھیگا وہ مارا جائیگا

یہی قرآن وہ ہے جسکو ولید بن یزید بن عبدالملک خلیفہ نے تیر باران کیا چنانچہ تاریخ الخلفا
سیوطی مین ہے۔ ومشق المصحف بالسہام صفحہ ۱۷۱

کیون صاحب جو آج فرماتے ہین "جان سے زیادہ پیاری کتاب مسلمانان عالم کے پاس ہے" کیا
اوسوقت نہ تھی جبکہ اونکے خلفا اور صحابہ نے قرآن کے ساتھ یہ سلوک کیا اور وہ دیکھتے رہے
یہ بھی کسی مسلمان کے منہ سے نہ نکلا خلیفہ صاحب آپ مدعی خلافت ہین اور قرآن کی یہ بیحرمتی
کرتے ہین اور شیعون کے مقابلہ مین یہ کہا جاتا ہے۔

یہ تو ظاہری عزت تھی قرآن کی اب اندرونی حالت ملاحظہ ہو الشمس ۱۲ جلد ۲ اہلسنت کا قرآن
کو چھوڑنا بتصریح ابن تیمیہ و ابن القیم وغیرہ۔ قرآن کا خبر واحد سے منسوخ ہونا صفحہ ۱۱ قرآن کا
منسوخ ہونا اجماع سے صفحہ ۱۲ قیاس بھی ناسخ قرآن ہے صفحہ ۱۳ جواز تحریف قرآن اہلسنت
کے یہان نمازمین صفحہ ۱۶

پس جبکہ یہ سب مراتب مجلدات عشرہ الشمس اور مجلدات اربعہ حد الشارق مین طے ہو چکے
ہین تو اب فرمائیے بار بار اوسی مضمون کا اعادہ کس غرض سے ہے۔

قولہ آیا بسلم و کاست بے تغیر و تبدل بلا تحریف و زیادت وہی کتاب ہے جسکو حضرت
محمد رسول اللہ کتاب اللہ فرماتے ہین؟

اقول اگر آپ مین کچھ بھی دیانت ہوتی یا فتنہ و فساد کرنا منظور نہوتا تو سمجھتے دنیا مین قرآن پر
ایمان لانیوالا بجز فرقہ حقہ شیعہ کوئی نہین جو اوسوقت سے اسپر ایمان لایا ہے جبکہ آپکے صحابہ
اور خلفاء اسلام بھی نہ لائے تھے اور جو اعتقاد اوسوقت اوسکا تھا وہی اب بھی ہے کہ
یہ قرآن جو ہمارے ہاتھ مین ہے وہی ہے جو خدا کی طرف سے معجزہ رسول قرار دیکر بھیجا گیا

اور رسول نے اسکو اپنے اہلبیت طاہرینؑ کے سپرد کیا اور تمامی امت کو حکم دیا کہ قرآن و اہلبیت سے متمسک کرو احدہما اعظم من الآخر ایک دوسرے سے بڑھا ہوا ہے نہ قرآن اہلبیت سے اعظم ہے نہ اہلبیت قرآن سے اعظم دونون کبھی جدا نہونگے یہانتک کہ حوض کوثر پر خدمت رسول مین حاضر ہون۔

رہ گئے اہلسنت وہ کہہ سکتے ہین کہ ہمنے قرآن کو وقت نزول مانا نہ اب اگر مانتے ہین تو صرف تراویح خوانی کیلئے جسپر بیش قرار اجرت لیتے ہین حالانکہ خود صحیح بخاری مین اسکی ممانعت ہو یا بغرض تجارت کہ قرآن فروشی کرین جسکی سخت ممانعت ہے۔

آہ آپ کہتے ہین محمد رسول اللہ کتاب فرماتے تھے" مگر حضرت نے امت کیلئے صرف قرآن کو کافی نہین سمجھا بلکہ اپنے اہلبیت کو بھی اوسکے ساتھ ضم کیا جسکی مخالفت مین عمر صاحب نے حسبنا کتاب اللہ کا نعرہ بلند کیا اور رسول کی نسبت کہا ان الرجل لیہجر جسکو انکار رسالت لازم ہے۔

قولہ تنقیح سوم۔ اگر (معاذ اللہ) اس مین کمی بیشی تحریف و تبدیل ہوئی تو آیا بحالت موجودہ اسکا کوئی چھوٹے سے چھوٹا جزو بھی قابل ایمان ہے جسکی بابت قطعی طور پر یقین کیا جا سکے کہ یہ کلام خداوندی ہے اور اسکا جو مفہوم سمجھا جاتا ہے وہ مراد الٰہی ہے۔

اقول یہ تنقیح بھی شیعو پر نہین قائم ہو سکتی جبکا اعتقاد معلوم ہو چکا کہ وہ قرآن کو منزل من اللہ اور غیر محرف مانتے ہین بخلاف اہلسنت کہ وہ اس سے اسقدر کوسون دور ہین کہ آجتک اونکو قرآن کی تعریف معلوم ہوئی نہ اونکے علما نے اس اعتقاد کو داخل عقائد کیا نہ ایک کتاب اونکی اس دعوی تحریف سے خالی ہے صحیح بخاری صحیح مسلم تمام ملک مین موجود ہی اور اتقان سیوطی نے تو اسقدر ذخیرہ بھر دیا ہے کہ اوسکے دیکھنے سے علمائے اہلسنت کی روح نکلی جاتی ہے۔

حاشیہ اس فقرہ پر "چھوٹے سے چھوٹا جزو بھی قابل ایمان ہے" حاشیہ دیتے ہین۔

"مثلاً قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ آیت توحید ہے لیکن خدانخواستہ بفرض محال قرآن مین تحریف ہوگئی ہو تو اس آیت پر بھی ایمان نہین ہو سکتا۔ احتمال ہے کہ شاید یہ بت پرستون کی بڑھائی ہوئی ہو یا کچھ الفاظ اس کے بدلے ہوئے ہون یا کوئی لفظ انھون نے اس آیت کے درمیان

سے نکال ڈالا ہو جس سے مطلب بدلگیا مثلاً رسول کی لفظ نکال ڈالی ہو اور آیت اصلی یون ہو قل ھو رسول اللہ احد اسلئے کہ قرآن موجودین ائمہ شیعہ نے مقامات تحریف کو معین نہین کیا بلکہ یہ تصریح کردی کہ مقامات تحریف معین کرنے سے تقیہ مانع ہے جیسا کہ اسی تقریر کے آیندہ حصہ مین کتب شیعہ سے منقول ہوگا۔

اقول خدا آپ پر رحم کرے واہمہ خلاق مرض مشہور رہے اگر بفرض محال اقرار تحریف کو یہ لازم ہوا کہ پھر قرآن کے ایک جزو پر بھی بلکہ ایک سورہ پر بھی ایمان نہین ہو سکتا تو بسم اللہ کے نسبت کیا ارشاد ہوگا جو ایک آیہ ہے مگر آپکو نہین معلوم وہ جزو قرآن ہے یا کیا۔ اب اوس سے بڑھکر سنیئے علامہ بزدوی کی شرح اصول جلد ۳ مین ہے صفحہ ۱

قال الحسن ان النبی اوتی قرانا ثم نسیہ فلم یکن شیئا اولم یبق منہ شیٔ لما رفعہ اللہ عن قلبہ ذلک۔

کہ امام حسن بصری فرماتے ہین حضرت کو ایک قرآن دیا گیا تھا جسکو آنحضرت بھول گئے تو اب یارون نے بنا لیا ہو کیونکہ اوس اصلی قرآن کا تو کوئی حرف ہی نہین باقی رہا۔

شیعہ اور اہلسنت مین جو عصمت انبیا یا ائمہ مین اختلاف ہے اوسکا منشا یہی ہے کہ جو شخص ایکدفعہ بھی گناہ کرتا ہے پھر اوسپر اطمینان نہین رہتا کہ دوسرا فعل بھی از راہ خطا نہ کیا ہو یہ عقیدہ تو شیعو نکا ہے۔ اور اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے نبی ہر وقت ہر کام مین خطا کر سکتا ہے البتہ خدا پر لازم ہے کہ وہ تنبیہ کر دے۔ تو اب نہ معلوم قرآن کی کیا خصوصیت رہی جسمین تحریف ہونے سے تو یہ خرابی لازم آتی ہے اور رسول کے خطا کرنے سے کوئی خرابی نہین لازم آتی ہر حال جب ہم دلائل قاہرہ سے ثابت کر چکے کہ ہم کسی طرح تحریف کے قائل نہین تو ساری تقریر ہوا ہو گئی اور اہلسنت بیچارے بھی جو اس درجہ تحریف کے قائل ہین کہ کوئی یہودی بھی ایسی تحریف کا قائل نہ ہوگا۔ اور اگر بفرض محال ہم مان لین کہ قرآن مین تحریف ہوئی تو بھی ہمارے ایمان مین کوئی خرابی نہ لازم آئیگی کیونکہ رسول نے قرآن کے ساتھ اپنے اہلبیت طاہرین کو بھی مثل قرآن واجب الاطاعۃ قرار دیا ہے پس اگر تحریف ہوئی بھی تو کیا ہوا ائمہ اہلبیت کی طرف رجوع کرینگے اور تحریف محرفین کو بتا دینگے کہ یہ تحریف ہے اور یہ اصل ہے

اگر بفرض محال شیعون نے مقام تحریف کو نہین معین کیا ہے تو اسمین بھی کوئی الزام نہین کیونکہ وہ تو سرے سے تحریف کے قائل ہی نہین اور جو علماے اہلسنت قائل تحریف ہین اونھون نے بھی تو نہین بتایا کہ کہان کہان تحریف ہوئی ملاحظہ ہو الکبریت الاحمر فی بیان علوم الشیخ الاکبر مصنفہ امام شعرانی جو حاشیہ الیواقیت والجواہر پر مصر مین چھپ گئی ہے صہ ۲۲
وقال ینبغی لقاری القرأت اذا لم یکن من اہل الکشف ان یبحث ویسأل علماء الشریعۃ عن کل شئ ثبت عندہم انہ کان قراناً ونسخ فیحفظہ لیزید ہ اللہ بذلک درجات فی الجنۃ حین یقال لہ یوم القیامۃ اقرا وارق قال وقد زعم بعض اہل الکشف انہ سقط من مصحف عثمان کثیر من المنسوخ قال ولو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ہو الذی تولی جمع القران لوقفنا وقلنا ہذا وحدہ ہو الذی نتلوہ یوم القیامۃ قال ولولا ما یسبق للقلوب الضعیفۃ ووضع الحکمۃ فی غیر اہلہا لبینت جمیع ما سقط من مصحف عثمان رضی اللہ عنہ قال واما ما استقر فی مصحف عثمان فلم ینازع احد فیہ۔
یعنی امام اکبر فرماتے ہین کہ قاری قرآن کو مناسب ہے اگر وہ اہل کشف سے نہین ہے کہ اہل علم سے اون آیات کو دریافت جنکے متعلق یہ معلوم ہو کہ وہ قرآن تھا اور منسوخ ہو گیا اون سب کو یاد کرے کہ اسکی وجہ سے اوسکو درجات جنت مین ترقی ملیگی کیونکہ بروز قیامت اوس سے کہا جائیگا پڑہ اور اوپر چڑہ۔ امام نے یہی لکھا کہ اس مصحف عثمان سے بہت سی آیتین ساقط ہو گئین اور اگر خود رسول اللہ اسکو جمع کئے ہوتے تب تو کچھ کہنے کی بات نہ تھی اور کہتے بھی وہ قرآن ہے جسکی ہم قیامت تک تلاوت کرینگے۔ پھر یہ بھی کہا کہ اگر یہ نہوتا کہ لوگونکے دلون مین شبہہ پیدا ہوگا اور وضع حکمت غیر اہل مین لازم آئیگی تو ہم اون سب آیتون کو بیان کر دیتے جو مصحف عثمان سے ساقط ہو گئی ہین مگر یہ ضرور ہے کہ جسقدر مصحف عثمان مین درج ہے اوس مین کسی کو نزاع نہین۔

اب فرمایئے امام محی الدین عربی کے اس قول مین اور تقیہ کے مانع ہونے مین تعین مقامات مین کیا فرق ہے بجز لفظ تقیہ تو کوئی فرق نہین معلوم ہوتا کیونکہ شیخ صاحب بھی یہی فرماتے ہین لولا

مایسبق القلوب الضعیفۃ کہ جہال وعوام کمزور دلونکے اعتقاد مین فرق پڑجانیکا احتمال نہوتا تو ہم سب کھول کر بتا دیتے کہ کہان کہان سے کیا ساقط ہوا ہے ۔

اب اڈیٹر النجم کو مناسب ہے کہ اپنے اس فقرہ کو پھر سے پڑہین مثلاً قل ہو اللہ آیت توحید ہے تا آخر اور اوسکا جواب اپنے مسلمات سے دیکھ لین کہ جب بنص امام حسن بصری پورا قرآن ہی حضرت بھول گئے کہ کچھ اوسمین سے نہ رہا تو کیا معلوم یہ سورہ قل ہو اللہ اصلی قرآن کا سورہ ہے یا کسی دوسرے قرآن کا اور امام محی الدین عربی نے تو بتایا نہین ۔ اس سورہ مین بھی کچھ ساقط ہوا یا نہین ۔ پھر اہلسنت کیونکر ایمان لا سکتے ہین ۔

رہے شیعہ تو اونکے یہان اس سورہ مبارکہ کے اسقدر فضائل ومناقب ہین کہ اوسکے بعد تحریف کا احتمال بھی ناممکن ہے ۔ اسی لئے تمام عالم کے شیعونکے معمولات سے ہے کہ وہ پہلی یا دوسری رکعت مین اس سورہ کو ضرور پڑھینگے بخلاف اہلسنت کہ وہ زیادہ تر لایلاف قریش پڑہتے ہین یا تبت یدا ابی لھب یا الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل ۔ چنانچہ ایک زمانہ مین اہلسنت کا نام اصحاب الفیل بھی پڑ چکا ہے جو ایک تاریخی واقعہ ہے ۔

اڈیٹر صاحب آپ کہانتک تحریف کے نام پر روئینگے کیونکہ صحاح ستہ سے کوئی کتاب ایسی نہین ہے جس سے تحریف قرآن نہ ثابت ہوتی ہو بخلاف شیعہ کہ تمامی علما اونکے اسکو داخل عقیدہ لیتے ہین کہ ہم قرآن کو ہر زیادتی ونقصان سے پاک جانتے ہین لہذا اگر درحقیقت آپکو قرآن سے محبت ہے اور اعتقاد تحریف کو موجب کفر جانتے ہین تو مذہب شیعہ قبول فرمایئے کیونکہ اگر بفرض محال محرفین نے قل ھو رسول اللہ احد کو بدلکر قل ھو اللہ احد لکھدیا ہوتا تو شیعون کے ائمہ طاہرین نے ضرور اسکو واضح کر دیا ہوتا کیونکہ آپکا طبعزاد فقرہ قل ہو رسول اللہ احد ویسا ہی بھونڈا اور مہمل فقرہ ہے جیسا کہ آپکے خلیفہ دوم نے الشیخ والشیخۃ اذا زنیا بنا یا تھا اور وہ داخل قرآن کرنا چاہا کیونکہ جناب امیر اور وہ صحابہ اوسوقت موجود تھے جنھون نے ایک داد دے نہ لکھنے پر تلوار نکالی تھی ۔

قولہ ان تینون تنقیحات کے صاف ہو جانیکے بعد ایک بڑا عمیق راز ہے جو انشاء اللہ تعالی تمام دنیا پر ظاہر ہو جائیگا ۔

اقول اڈیٹر صاحب یہ تنقیحین تو بقول آپکے آج سے پندرہ سولہ برس قبل طے ہو چکی ہین جسکا آپنے خود اقرار کیا ہے "ہمارے سوال وہی ہین جو سالہا سال سے تقریرًا تحریرًا تمام ہندوستان کے باخبر شیعون کے سینون اور سفینون مین موجود ہین بعض بعض سوالات کو چھپے ہوئے تقریبًا بیس سال ہو چکے اور بعض کو کم صدا الزلزال"

پھر نہ معلوم وہ عمیق راز کیون ابتک ظاہر ہوا کیون دو ہی صورت ہو سکتی ہیں یا تو آپکے ان سوالونکا جواب ہی نہین دیا گیا یا دیا گیا مگر وہ ناکافی تھا تو بہر صورت آپکو موقع تھا اپنا عمیق راز ظاہر کر دیتے اگر تمام اہل دنیا پر ظاہر کر سکتے تھے تو صرف دفتر اصلاح و الشمس پر ظاہر کر دیتے جو آپکے ہر عمیق کو طول و عرض سے بھرنیکو تیار رہے۔

اڈیٹر صاحب یہ خوب سمجھ رکھئیے جسقدر آپ کفر و نفاق ثلثہ کے چھپانے مین کوشش کرینگے اوسیقدر اور وہ راز فاش ہوگا جسکو آپ عمیق جانتے ہین۔

ایک نیا راز سنئے جو آجتک آپسے کیا تمامی اہلسنت سے مخفی رہا صرف الجامعہ لمنکری الجامعہ سے ظاہر ہوا جو اصلاح جلد ۱۹ مین شایع ہوا تھا اور ابھی تک ناتمام ہے۔

تفسیر در منثور سیوطی مین ہے۔

اخرج الحاکم وصححہ عن ابن عباس قال کنت قاعدا عند عمر اذ جاءہ کتاب من اهل الکوفة قد قرأ منهم القرآن کذا وکذا فکبر فقلت اختلفوا قال من ای شیء عرفت قال قرءت ومن الناس من یعجبک قوله فی الحیوة الدنیا الآیتین فاذا فعلوا ذلک لم یصبر صاحب القرآن ثم قرءت واذا قیل له اتق الله اخذته العزة بالاثم فحسبه جهنم ولبئس المهاد ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله قال صدقت والذی نفسی بیده واخرج الحاکم عن عبد الله بن عبید بن عمیر قال بینما ابن عباس مع عمر وهو اخذ بیده فقال عمر اری القرآن قد ظهر فی الناس قال ما احب ذلک یا امیر المؤمنین قال فلم ... متی یقروا یتنقروا ومتی یتنقروا یختلفوا ومتی ما یختلفوا یضرب بعضهم رقاب بعض ... عمر ان کنت لاکتمها الناس صدا جدادل

یعنی حاکم نے بطریق صحیح ابن عباس سے روایت کی ہی کہ وہ عمر کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک خط آیا کوفہ سے لاتتے اتنے لوگون نے قرآن سیکھ لیا تو عمر نے اللہ اکبر کہا۔ ابن عباس نے کہا اب اون مین اختلاف ضرور پیدا ہوا۔ عمر نے کہا کیونکر معلوم ہوا۔ ابن عباس نے کہا قرآن مین ہی ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا۔ جب ایسا کرینگے تو صاحب قرآن صبر نہ کرسکیگا۔ پھر قرآن مین ہے واذا قیل لہ اتق اللہ جب کہا جاتا ہی خدا سے خوف کرو تو اوسکو غرور گناہ مین پھنسا دے تو اوسکو جہنم کافی ہے جو بُری جگہ ہی اور بعض آدمیون سے وہ ہے جو اپنی نفس کو بیچتا ہی مرضات خدا حاصل کرنے کیلئے عمر نے کہا تمنے سچ کہا قسم اوسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے۔

حاکم روایت کرتے ہین کہ ایک روز عمر نے کہا اب قرآن لوگون مین پھیل چلا ابن عباس نے کہا ہم تو نہین دوست رکھتے عمر نے پوچھا کیون۔ کہا کہ جب قرآن پڑھینگے تو اون مین اختلاف ہوگا اور جب اختلاف ہوگا تو ایک دوسرے کی گردن مارینگے۔ عمر نے کہا ہم اسی لئے تو **قرآن کو چھپاتے تھے آدمیون سے۔**

اس حدیث کو جو بسند صحیح ہی پڑھکر فرمایئے وہ بڑا عمیق راز ظاہر ہوا یا نہین کہ خلیفہ دوم ہمیشہ اس قرآن کو چھپاتے رہے اور کسی طرح نہ چاہتے تھے کہ ظاہر ہو اور آپ اس طرح آمادہ مکابرہ ہین آپکو تو اسکا حس بھی نہوگا کہ اس حدیث سے کیسی قیامت آتی ہے مگر جب آریہ گزٹ پنجاب نے اس مضمون کو اپنے قالب مین ڈھالکر تحریر لکھی ملاحظہ ہو ۳۶ جلد ۲ مورخہ ۷ ستمبر **کیا قرآن شریف اختلاف بڑھانیوالا ہی۔** ہم اسکا کیا جواب دین خود مسلمان حضرات کی گواہی ہی پیش کردینا کافی ہوگا مسلمانون کا ایک رسالہ "اصلاح" نکلتا ہی اس مین اکثر دلچسپ بحث ہوتی رہتی ہے۔ ماہ رمضان کے رسالہ مین یہ بتاتے ہوئے کہ حضرت عمر نے باران برس سورہ بقرہ یاد کیا تھا ابن عباس آنکی روایت لکھتے ہین جو حسب ذیل ہے۔

حاکم روایت کرتے ہین کہ ایک روز عمر نے کہا اب قرآن لوگون مین پھیل چلا ابن عباس نے کہا ہم تو نہین دوست رکھتے عمر نے پوچھا کیون۔ کہا کہ جب قرآن کو پڑھیگا تو ان مین اختلاف ہوگا۔ تو ایک دوسرے کی گردن مارین گے عمر نے کہا ہم اسی لئے قرآن کو چھپاتے تھے آدمیون سے

بقول ابن عباس قرآن لوگون مین اختلاف بڑھانیوالا اور فساد ڈلوانیلا ہے اور اسی لئے حضرت عمر قرآن کو آدمیون سے چھپاتے تھے لیکن حیرت ہو کہ اب مسلمان اسی قرآن کا پرچار کرتے ہین اور خواہ مخواہ اختلاف بڑھاکر فساد کی ترقی کرتے ہین ۔ کیا وہ اپنے خلیفہ کی پیروی نہ کرینگے ۔

تو مولوی ثناءاللہ صاحب کی آنکھ کھلی اور صرف بغرض حمایت خلیفہ دوم اس مضمون کا جواب لکھا جو اصلاح نمبر ۱ جلد ۹ مین درج ہے اور اصلاح نے اوسکی خوب قلعی کھولی

چونکہ اڈیٹر صاحب انجم ایک باطنی ایجنٹ آریون کے ہین لہذا ہم صرف اصل روایت لکھتے ہین اور دیکھتے ہین کہ اون کی غیرت کیا اثر دکھاتی ہے ۔ مگر یہ سمجھ رکھیئے کہ صرف یہی دو آیہ اسا نہین ہے جو بقول آریہ گزٹ اختلاف بڑھانیوالا ہے ۔ بلکہ جو حضرت عثمان جامع قرآن کا یہ فتوی نہایت ہتم بالشان ہے جو ازالۃ الخفا وغیرہ صدہا کتابون مین موجود ہے ۔

ان رجلاً سال عثمان بن عفان عن الاختین من ملک الیمین ھل یجمع بینھما فقال عثمان احلتھما آیۃ (وماملکت ایمانکم) وحرمتھما آیۃ اخری (ای ان تجمعوا بین الاختین) فاما انا لا احب ان اصنع ذلک فخرج من عندہ فلقی رجلاً من اصحاب رسول م فسالہ عن ذلک فقال لوکان لی من الامر شئ ثم وجدت احداً فعل ذلک لجعلتہ نکالا قال ابن شہاب اراہ علی بن ابیطالب ؑ

صفحہ ۲۳ جلد ۲

ایک شخص نے عثمان سے سوال کیا کہ ایک شخص بذریعہ ملک یمین دو بہنون کا مالک ہو تو کیا دونون مین جمع کرسکتا ہے تو عثمان نے جواب دیا کہ ایک آیہ سے تو حلال ہو (وماملکت ایمانکم) اور دوسری آیہ سے حرام ہے (ان تجمعوا بین الاختین) مگر ہم اسکو نہین پسند کرتے وہ سائل وہان سے نکلا تو ایک صحابی سے ملاقات ہوئی اوسنے دریافت کیا اور کہا کہ اگر ہمکو اس خلافت مین کوئی اختیار ہوتا تو ضرور ایسے شخص پر حد جاری کرتے جو اس کام کو کرتا ۔ ابن شہاب کہتے ہین کہ ہم جہانتک جانتے ہین وہ صحابی جناب امیر تھے ۔

دیکھئے کیا شان خلافت ہے اور کیا علم ہے کہ فرماتے ہین کہ ایک آیہ اسکو حلال کرتا ہو دوسرا حرام

سبحان اللہ اگر ماملکت ایمانکم۔ جمع بین الاختین کو حلال کرتا ہے تو پھر چاہیئے ماں بہن بیٹی بھی اگر ملک یمین سے حاصل ہوں تو وہ بھی حلال ہو جائیں۔

مگر کاش اسپر بھی خیال کیا جاتا کہ خدا فرماتا ہے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا۔ تو ایسا فتوی نہ صادر ہوتا کیونکہ اب اس سے بڑھکر کیا اختلاف ہو سکتا ہے کہ ایک آیہ حلال کرے دوسرا آیہ حرام۔

کیا اس روایت کو دیکھکر کوئی سنی یہ نہیں کہہ سکتا کہ پھر اس قرآن مجمع علیہ سے کیا فائدہ جسکا ایک آیہ تو ایک حکم کو حرام کرتا ہے۔ دوسر حلال۔ تو کیا قرآن مجید بھی آپکے نزدیک صحیح بخاری ہو گئی نہیں نہیں بلکہ اوس سے بھی بدتر ہے کیونکہ ۷۳ فرقہ سے کوئی فرقہ ایسا نہیں ہے جو اسی قرآن سے استدلال کرتا ہو اور منہی رسول وہ سب گمراہ ہیں کیونکہ صرف ایک فرقہ حقہ شیعہ ہی ایسا ہے جو باتباع حکم رسول قرآن و اہلبیت طاہرین سے متمسک ہیں ورنہ دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں جو حقیقت کی بو بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔

آپ جانتے ہیں خلیفہ اول جب سریر آرائے خلافت ہوئے اور صحابہ کی وضعی روایات سے عاجز ہوئے تو حکم دیا فلا تحدثوا عن رسول اللہ شیئاً فمن سالکم فقالوا بیننا وبینکم کتاب اللہ فاستحلوا حلالہ و حرموا حرامہ ص ۳ تذکرۃ الحفاظ ذہبی۔

کہ رسول اللہ کی حدیث کوئی نہ بیان کرے اگر اب کوئی مسئلہ دریافت کرے تو کہدو کتاب اللہ ہمارے تمہارے درمیان میں ہے اسکے حلال کو حلال جانو اور حرام کو حرام۔

مگر خدا نے انکے غرور نکالنے کیلئے یہ سامان کیا ان الجدۃ فجاءت الی ابی بکر تلتمس ان یورث فقال ما اجد لک فی کتاب اللہ شیئاً وما علمت ان رسول اللہ ذکر لک شیئاً الخ

کہ ابوبکر کے پاس دعوی آئی اور اوسنے اپنے حق میراث کا مطالبہ کیا ابوبکر نے صاف جوابدیا نہ کتاب خدا میں تیرا کوئی حصہ ہے نہ احادیث رسول میں کچھ تیرے حق کا ذکر ہے۔

اب فرمائیے قرآن کا تو یہ دعوی ہے ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ کہ خشک و تر کوئی چیز ایسی نہیں ہے جسکا ذکر قرآن میں نہو اور خلیفہ اول فرماتے ہیں میراث جدہ کا

حکم نہ قرآن مین ہے نہ سنت مین ہے ۔

قولہ یہ سوال ایک عجیب حیرت انگیز بلکہ قیامت خیز سوال ہے جسکو سنکر سننے والے متعجب ہونگے اور فی الحقیقت ایک انوکھی بات معلوم ہوتی ہے کہ کسی کلمہ گو سے ایمان بالقرآن کی دلیل طلب کیجائے۔

لہذا ضروری ہوا کہ مین اس حیرت کو یہ مختصر کلمات لکھکر دفع کر دون کہ حضرات شیعہ پر اس سوال کے وارد ہونے کی چند مخصوص وجوہ ہین جو سوا انکے آج تک کسی کلمہ گو سے اسلام مین نہ پائی گئین اور نہ پائی جاسکتی ہین ۔

اقول شکر خدا کہ آپنے بھی اسکا اقرار کیا کہ عجیب حیرت انگیز بلکہ قیامت خیز سوال ہے کیونکہ جس سوال کا جواب آپکو دس بیس برس مین بیسیون مرتبہ ملچکا پھر اوسکا دوہرانا حیرت انگیز وقیامت خیز نہین توکیا ہے اگر پوری مجلدات الشمس نہین دیکھ سکتے تو صرف **فتح مبین** دیکھئے جو وقف شایع ہوچکا ہے ہمارا وقت بہت عزیز ہے جو پھر اوسی تقریر کا اعادہ کرین ۔

ہان اگر وہ جواب ناکافی تھا تو آپکا فرض تھا اوسکو ظاہر کرتے ورنہ یہ تو طریق انسانیت سے خارج ہے کہ وہی سوال رٹتے جائین جسکا جواب ملچکا ۔

قولہ وجہ اول یہ کہ حضرات شیعہ کا عقیدہ بلکہ انکے مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ناقلان قرآن اور راویان دین وایمان کی سب سے پہلی جماعت بلا استثناء ساری کی ساری جھوٹی تھی فرق صرف اسقدر ہے کہ بزعم حضرات شیعہ اس مقدس جماعت کے دو گروہ تھے ۔ایک گروہ حضرات خلفائے ثلثہ اور انکے ساتھیون کا جو بہت بڑا گروہ تھا۔ دوسرا گروہ حضرت علی مرتضی کا جو مین گنتی کے چار پانچ آدمی بیان کئے جاتے ہین ۔ پہلے گروہ کے جھوٹ کا نام حضرات شیعہ نے نفاق رکھا ہے اور دوسرے گروہ کے جھوٹ کا نام تقیہ ۔ اور دوسرا فرق یہ ہے کہ پہلا گروہ جھوٹ بولتا تھا مگر جھوٹ کو عبادت نہ جانتا تھا ۔ اور دوسرا گروہ یعنی علی مرتضی اور اونکے ساتھ والے جھوٹ بولنے کو بہت بڑی عبادت خیال کرتے تھے مگر پہلا گروہ (بخیال حضرات شیعہ) یہ فوق الفطرت قوت اندر رکھتا تھا کہ اپنے مختلف الطبایع اشخاص کو جن کی کثرت حد تواتر کو پہونچ چکی تھی بہ آسانی جھوٹ بات پر متفق کرلیتا تھا ۔

اقول یہ بالکل غلط ہے کہ مذہب شیعہ کا بنیاد اسپر ہے کیونکہ اونکے مذہب کا بنیاد تو قول خدا ورسول پر ہے جسکو اونھون نے مومن کہا اونکو مومن جانتے ہین جسکو منافق کہا اوسکو منافق۔ اگر آپ پہلے فقرہ پر قائم رہتے کہ شیعون کا یہ عقیدہ ہے تو ایک حد تک درست تھا۔ مگر اس جملہ نے "بلکہ انکے مذہب کی بنیاد یہ" کیونکہ دنیا مین کوئی مذہب ایسا نہین ہے کہ اوسکی بنیاد کسی کے کذب ونفاق پر ہو۔ کیونکہ خود صحیح بخاری سے ارکان اسلام معلوم ہو چکے ہین مگر اوسمین بھی یہ خبط کیا گیا ہے کہ عقائد کے ساتھ اعمال بھی شامل کر دیے گئے حالانکہ اصول دین پانچ ہین توحید۔ عدل۔ نبوت۔ امامت۔ معاد اس مین نہ کسی کے نفاق کو دخل ہے نہ کفر کو۔

ہماری غرض یہ نہین ہے کہ اصحاب ثلثہ یا اونکے ہمراہیون کے نفاق وارتداد سے ہمکو انکار ہو بلکہ صرف یہ دکھانا ہے کہ اڈیٹر صاحب جوش ناصبیت مین ایسا سرشار ہین کہ اونکو یہ بھی نہین معلوم ہوتا ہم کیا کر رہے ہین خصوصًا ایسے مقام پر جہان فحول علما جمع ہین وہ اس تقریر کو سنکر کیا کہینگے۔

اڈیٹر صاحب آپکی غرض تو محض حمایت خلفائے ثلثہ ہے وہ بھی اس آڑ مین کہ وہ صحابہ تھے لہذا ایک مختصر سی روایت اسوقت درمنثور سیوطی کی ملگئی ہے جو پیش کی جاتی ہے کیونکہ جو حدیث اسکے پہلے لکھی جا چکی ہے اوسی کے بعد ہے بذیل تفسیر آیہ یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ص۲۴۱

اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ کذا اقرأھا بالنصب یعنی مومنی اھل الکتاب فانھم کانوا مع الایمان باللہ مستمسکین ببعض امر التوراۃ والشرایع التی انزلت فیھم یقول ادخلوا فی شرایع دین محمد ولا تدعوا منھا شیئاً وحسبکم بالایمان بالتوراۃ وما فیھا۔ واخرج ابن جریر عن عکرمۃ فی قولہ یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ قال نزلت فی ثعلبۃ وعبد اللہ بن سلام وابن یامین واسد واسید بنی کعب وسعید بن عمرو وقیس بن زید کلھم من یھود قالوا یا رسول اللہ یوم السبت یوم کنا نعظمہ فدعنا فلنسبت فیہ وان التوراۃ کتاب اللہ فدعنا فلنقم بھا باللیل

ان روایتون کو پڑھیئے اور اپنے صحابہ کی ایمانداری کو ملاحظہ فرمایئے کہ باوصفیکہ اسلام لاچکے تھے کلمہ شہادتین کا اقرار تھا نماز روزہ کے پابند تھے مگر بہت سے باتون مین توراۃ اور دوسرے مذاہب کے احکام کے پابند تھے۔ عبداللہ بن سلام۔ ابن یامین۔ اسد۔ اسید بن کعب اور سعید بن عمر اور قیس بن زید یہ سب یہودی تھے جو مسلمان ہوئے انھون نے خدمت رسول مین عرض کیا یا حضرت ہملوگ ہمیشہ سے یوم السبت کی تعظیم کرتے تھے لہذا اجازت دیجئے کہ اب بھی اوسی طرح تعظیم کرین اور توراۃ کتاب اللہ ہے آپ اجازت دیجئے کہ شب کے وقت اوسکی تلاوت کرتے رہین۔

کیا اڈیٹر صاحب ایسے ہی صحابہ پر ایمان لانے کو ضروری جانتے ہین جسکے بغیر شیعہ مومن بالقرآن نہین ہو سکتے کیونکہ آپکو اچھی طرح معلوم ہے توراۃ مقدس کے سب سے زیادہ عاشق خلیفہ دوم تھے جنھون نے چند مرتبہ نسخہ توراۃ لکھوایا ہے اور حضرت کو سنایا ہے جس سے آپ نہایت درجہ مغموم و محزون ہوئے پھر ان صحابہ کی اس فرمایش پر آپکو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے جو اس دیدہ دلیری سے رسول اللہ سے اسکی اجازت طلب کرتے ہین کہ اجازت دیجئے رات کو توراۃ کی تلاوت کیا کرین۔ ردالتحفہ جلد اول مین تفصیل اسکی ملاحظہ ہو۔

عبداللہ بن سلام یہودی کا حال تذکرۃ الحفاظ مین دیکھئے جاء الی النبی وقال انی قرأت القرآن والتوراۃ فقال اقرء هذا الليلة وهذا الليلة ص ۲۳

کہ حضرت سے عرض کیا یا حضرت ہمنے قرآن بھی پڑھا ہے اور توراۃ بھی تو حضرت نے فرمایا ایک رات اسکو پڑھو ایک رات اوسکو۔

پھر فرمایئے کہانتک یہودیت کا اثر اسلام مین نہوگا کیونکہ خلیفہ دوم تو اصل مین مشرکین قریش سے تھے جسمین عام طور پر نوشت و خواند کا مادہ کم تھا مگر چونکہ یہ کچھ حرف شناس تھے اسلئے ایسے عاشق زار ہوگئے کہ بار بار توراۃ لاکر حضرت کو سناتے۔ بخلاف عبداللہ بن سلام کے کہ وہ پشتہا پشت سے یہودی تھا پھر کیون نہ وہ توراۃ کا عاشق ہو۔

آپکو شخصیت عبداللہ بن سلام سے ضرور یہ تعجب ہوگا کہ وہ کیا شخص تھا مگر جب اوسی تذکرۃ الحفاظ مین اس روایت کو پڑھیئے گا کہ یہ ایسا شخص ہے کہ خلفاء ثلثہ کو اوسکی ہی نسبت

نہین عن عامر بن سعد عن ابیہ قال ماسمعت رسول اللہ یقول لاحد
انہ من اہل الجنۃ الا لعبد اللہ بن سلام وفیہ نزلت وشہد شاہد
من بنی اسرائیل علی مسئلۃ متفق علیہ صـ ۲۳
لیجئے وہ حدیث عشرہ مبشرہ بالکل غلط ہو گئی جسپر تمامی اہلسنت کو بڑا ناز تھا کیونکہ عامر بن سعد
اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت نے عبد اللہ بن سلام کے سوا کسیکو کہا ہی نہین
کہ تو اہل جنت سے اور اسی شخص کے بارہمین نازل ہوا وشہد شاہد من بنی اسرائیل
یہ حدیث متفق علیہ ہے ۔
کیا اڈیٹر صاحب اس حدیث کو دیکھکر اپنا ایمان تازہ کر سکتے ہین کہ حضرت نے عشرہ مبشرہ کے
نسبت ہرگز یہ نہین کہا کہ یہ اہل جنت سے ہے پھر ناحق کا یہ شور و شغب کیا ہے جو زبردستی
عشرہ مبشرہ بنائے جاتے ہین ۔
محدثین و مورخین اہلسنت کی کن کن ایجادات پر ناز کیا جائے کہ ایک طرف تو یہ حدیث
ہے کہ حضرت نے بجز عبد اللہ بن سلام کسی کے جنتی ہونے پر گواہی نہ دی ۔ دوسری طرف
خود ترمذی مین ہے کہ منجملہ عشرہ مبشرہ یہ بھی ہین ۔ مگر جو فہرست ملک مین شایع ہے اوس سے
یہ نام خارج ہے ۔ استیعاب سے تو معلوم ہوتا ہے وشہد لہ رسول اللہ بالجنۃ فیما
ذکر فی حدیث العشرۃ باسناد حسن جید صـ ۳۷۱ جلد اول
کہ حضرت ابن مسعود ایسے ہین کہ جنکے جنتی ہونے پر گواہی دی حضرت نے مگر وہ بھی اس فہرست
سے خارج ہین ۔ بلکہ اوسی استیعاب مین یہ بھی ہے لوکنت مومرا احدا او فی روایۃ بعضہم
مستخلفا احدا من غیر مشورۃ لامرت وقال بعضہم لاستخلفت ابن ام عبد صـ ۳۷۱
کہ حضرت نے فرمایا اگر ہم کسی کو بلا مشورہ خلیفہ مقرر کرتے تو ابن ام عبد کو خلیفہ بناتے ۔ اسی لئے
جلدی کر کے شیخین نے قبل از دفن رسول ابوبکر کو خلیفہ مقرر کر لیا کہ اگر مشورہ کا وقت ہوگا
تو یہ معلوم کیا ہوگا اسی لئے خلیفہ دوم کہا کرتے کہ بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ ولکن وقی اللہ
شرہا ۔
ہمکو بہت افسوس ہے کہ اڈیٹر صاحب مناظرہ کرنے کیلئے چلے کہ اپنے صحابہ اور خلفا کو اور فضیحت

کرنے لگے کیونکہ ابھی تک تو اڈیٹر صاحب کا یہ دعوی تھا کہ شیعہ پہلی جماعت (صحابہ) کو منافق کاذب جانتے تھے اور کتب اہلسنت کہتی ہین کہ وہ تو اصل مین سب یہودی تھے اور یہودیت پر اون کا ایسا زور شور تھا کہ حضرت سے فرمایش کرتے سبت منانے کی اجازت دیجیے اور رات کو توراۃ پڑھنے کی اجازت ملے۔

قولہ فرق اسقدر ہے اقول خلفائے ثلثہ کے نسبت جو دعوی کیا وہ تو بالکل صحیح ہے کہ وہ منافق تھے اور صحابہ مطیعین جناب اڈیٹر کی نسبت جو دعوی کیا تھا وہ کم تھے یہ بھی صحیح ہے قلیل من عبادی الشکور وکم من فئۃٍ قلیلۃ ۔ مگر یہ بالکل غلط ہے کہ وہ گنتی کے چار پانچ آدمی تھے کیونکہ خود حدیث جناب امام جعفر صادق ؑ ہے بارہ ہزار صحابی ایسے تھے جسمین کوئی مرجی یا معتزلی نہ تھا۔

قولہ پہلی گروہ کے جھوٹ کا نام حضرات شیعہ نفاق رکھا ہے اقول اسلیے غلط ہے کہ یہ نام تو منجانب اللہ ملا ہے واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون پھر شیعون کا اسمین کیا قصور

قولہ اور دوسری گروہ کے جھوٹ کا نام تقیہ اقول اسمین بھی شیعون کا قصور نہین ابھی تک قرآن مجید مین الا ان تتقوا منہم تقیۃ موجود ہے۔

قولہ اور دوسرا فرق یہ ہے کہ پہلا گروہ جھوٹ بولتا تھا مگر جھوٹ کو عبادت نجانتا تھا اقول اقول الحمد للہ آپکے اس اقرار سے خلفاء و صحابہ کا جھوٹا ہونا تو یقیناً ثابت ہوا خواہ عبادت جان کر ہو یا بلا عبادت سمجھے بلکہ عادۃ تو اب اونکے کسی بیان پر خواہ وہ قرآن کے متعلق ہو یا حدیث کے متعلق کیونکہ اعتماد رہ سکتا ہے یہی تو سبب ہے کہ جناب امیرؑ اور حضرت سیدہ اور جناب عباس شیخین کو کاذب ۔ غادر ۔ خائن ۔ آثم جانتے تھے اور خلیفہ اول کل صحابہ کو کاذب جانتے جس سے منع کیا کہ کوئی حدیث رسول نہ بیان کرے اور خلیفہ دوم نے تو نہ معلوم کتنے صحابہ پر اسی دروغ گوئی اور افترا پردازی پر کیسی کیسی سزا کی یہانتک کہ ابوہریرہ کی پیٹھ پھوڑ دیا۔ ابن مسعود ابو مسعود ابو دردا کو قید کیا۔

غرض خلفائے ثلثہ اور صحابہ کی دروغ گوئی کذب و افترا مین تو نہ اہلسنت کو عذر ہے نہ شیعونکو مگر اسکا اثر قرآن مجید پر تو نہین ہو سکتا۔ کیونکہ اوسکے متعلق تو حضرت نے پہلے ہی سے

انتظام کیا تھا کہ اسکا مجموعہ اہلبیت طاہرین کے پاس رہے جسپر ہزارہا مرتبہ فرمایا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی اور القرآن مع علی وعلی مع القرآن پھر ان صحابہ کے کذب وخیانت یا دروغ و افترا سے قرآن پر کیا اثر پڑسکتا ہے اوسکا تقدس اوس کا اہتمام تو دوسرون ہی سے متعلق تھا لایمسہ الا المطہرون آج تک قرآن میں موجود ہے۔

غرض آپکے صحابہ جو اپنے جھوٹھ کو عبادت نہین سمجھتے تھے اور نہ آپ اوسکے عبادت ہونیکے مدعی ہین تو اسیوجہ سے کہ اونکا جھوٹھ محض ناجائز اور بغرض حق تلفی تھا پھر کیونکر وہ اس کو عبادت سمجھتے۔

بخلاف تقیہ کے جسکو آپ جھوٹھ کہہ رہے تھے تو اوسکی غرض محض دینداری اور حفظ نفس ومال ہے جسکی تمامتر تعریف قرآن مین ہے یکتم ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان الا ان تتقوا منہم تقیۃ جسکی تلاوت آجتک جاری ہی۔

ہان اس جملہ مین یہ فقرہ نہایت دلچسپ ہی مگر بھلا گروہ بخیال حضرات شیعہ مافوق الفطرت قوت اپنے اندر رکھا تھا) کیونکہ یہ مافوق الفطرت قوت نہین ہی بلکہ بفحوائے ان النفس الامارۃ بالسوء بھی فطری امر ہے کہ ہادی ومحسن سے سرکشی کی جائے۔

کیا آپ شیطانی قوت سے بیخبر ہین جو تن تنہا ہے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کو مات کیے ہوئے ہے بلکہ حسب عقیدہ آپکے خود خداوند عالم آپکا اوس سے عاجز ہے کیونکہ آپکے آرزو تو یہی ہی کہ خدا اس سے خوش ہوتا کہ لوگ خلفائے ثلثہ کی پرستش کرین اور بقول آپکے شیعہ اسقدر سب وشتم اونکا کرتے ہین کہ آجتک نہ فرعون وقارون پر ہوا نہ خود شیطان پر۔

اڈیٹر صاحب اسلام بہت کچھ آپکی بدولت تباہ ہو چکا ہے اب سے رحم کیجئے آپنے اوس جال کو جسے بیس سال سے آپنے پھیلایا ہے اور کوئی اوس دام مین نہین آتا ہزارون سنی ایسی تحریرون کی بدولت شیعہ ہو رہے ہین اور آپکو جو تمرے لذت ملگیا ہے اوسی کو چاٹ رہے ہین۔

قولہ اسلئے شیعون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوی نبوت دلائل نبوت تعلیمات غرض

دین کی کسی بات کا یقین نہین ہو سکتا۔ چہ جائیکہ قرآن کا جو ایک پوری کتاب ہو۔ دین کی کسی چیز پران کا ایمان نہین ہو سکتا ومن ادعی فعلیہ البیان بالبرھان۔

اقول سبحان اللہ دروغ گو کم بر ہمے تو کا مضمون ہے کیونکہ شیعون ہی کے ایمان اور عرفان نے تو آپکے صحابہ کو مجبور کیا کہ وہ ظاہری اسلام لائین چنانچہ آپ پہلے پڑہ چکے ہین کہ ابوبکر پچاس مسلمانون کے بعد اسلام لائے ہین اب دیکھیے وہ پچاس مسلمان شیعہ تھے یا نہیں کیونکہ حضرت ابوذر تیسرے چوتھے مسلمان ہین عبداللہ بن مسعود تیسرے یا چوتھے مسلمان ہین۔ عمار بن یاسر سب سے قدیم الایمان۔ خالد بن سعید بن عاص کیسے قدیم الایمان ہین۔ اونکے ہی ایمان واخلاص نے تو آپکے صحابہ کو مجبور کیا کہ اسلام لائین کیونکہ اونھون نے دیکھ لیا اب یہ اسلام ترقی کر رہا ہے اسکی ترقی طرح رکنے والی نہین ہے تب اونکو کاہنون اور منجمون کا مقولہ یاد پڑا اور اسلام لانے لگے۔

اب برائے خدا فرمایئے رسول اللہ کی دعوی نبوت۔ دلائل تعلیمات نبوت غرض دین کی کل باتون کا یقین اون پچاس آدمیون کو حاصل ہوا جبکہ آپکے خلیفہ اول نے اسلام ہی کو قبول نہ کیا تھا۔

اب ذرہ کتب سیر و تواریخ و علوم حدیث و تفسیر کو دیکھئے تو معلوم ہو اتنی سورون سے زیادہ سورے قرآن کے خود مکہ معظمہ مین حضرت پر نازل ہو چکے تھے جو نہایت عظیم الشان اور جلیل القدر سورے تھے جنکے مقابلہ مین کفار کو چیلنج دیا جاتا تھا۔

بتایئے اوسوقت آپکے خلفا کہان تھے۔ کسی حدیث سے بھی تو ثابت کردیجیے کہ خلیفہ اول کے اسلام کے بعد کتنے سورے نازل ہوئے خلیفہ دوم کے اسلام کے بعد کتنے سورے تب بھی کوئی بات اونکی وزن رکھ سکتی اور ہم اس بات کو ثابت کر سکتے ہین کہ خلفائے ثلثہ کی موجودگی یعنی حاضری دربار کے وقت ایک سورہ بھی نازل نہوا۔

ہان قصہ عقبہ مین جو حضرت نے کسی صحابی کو قتل نہ کیا اور فرمایا کہ لوگ کہینگے محمد بعد غلبہ وکامیابی اپنے صحابہ کو قتل کر رہے ہین اوس کی مصلحت تو اب اچھی طرح ظاہر ہو رہی ہے کیونکہ اگر حضرت اون لوگون کے نفاق پر اونکو قتل کرتے تو ضرور آپ اس دین سے

علیحدہ ہوجاتے اور کہتے اگر یہ دین حق ہوتا تو آپ اپنے اصحاب کو نہ قتل کرتے چونکہ آپ اپنے صحابہ کے نفاق کے قائل نہین لہذا محض آپکی تسکین کیلئے ایک حوالہ پیش کر دیا جاتا ہے اور بخیال اختصار عربی عبارتین نہین لکھی جاتین۔

ماہ رجب ۹ھ مین غزوہ تبوک پیش آیا تو حضرت نے جناب امیرؑ کو مدینہ مین اپنا خلیفہ کر کے اور انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ فرما کر روانہ ہوئے کیونکہ آپکو معلوم تھا اس مہم مین جنگ نہین ہوگی لہذا جناب امیرؑ کو ساتھ نہ لیگئے کیونکہ مدینہ مین بہت خلفشار تھا لہذا ضرورت تھی کہ جناب امیرؑ کو اپنا خلیفہ کر جائین۔

جب حضرت فائز المرام ہو کر تبوک سے واپس آنے لگے تو ۱۲ یا ۱۴ یا ۱۵ منافق نے اسپر اجماع کیا ان ینکثوا برسول اللہ فی العقبہ التی بین تبوک والمدینۃ سیرۃ حلبیہ صہ ۱۴۲ جلد ۳

کہ حضرت کو اونٹ پر سے اوس عقبہ مین گرادین جو درمیان تبوک و مدینہ واقع ہے خدا نے اس واقعہ سے حضرت کو خبر دیا تو آپنے منادی کرادیا کہ جتنے صحابہ ہین وہ بطن وادی سے جائین اور ہم عقبہ سے جائینگے صحابہ نے اسکی تعمیل کی مگر منافقین نے خلاف ورزی کرکے چہرے اپنے چھپا کر عقبہ سے چلے کہ حضرت کو اونٹ سے گرادین وامر عمار بن یاسران یاخذ بزمام الناقۃ یقودھا وان حذیفہ بن الیمان ان یسوق من خلفہ صہ ۱۴۳

تو حضرت نے عمار یاسر کو حکم دیا وہ ناقہ کی مہار پکڑے رہین اور حضرت حذیفہ کو حکم دیا کہ وہ ہنکاتے چلین (مگر عشرہ مبشرہ سے کوئی بھی اس کام کیلئے نہ منتخب ہوا) غرض جب حضرت اس عقبہ سے صحیح و سالم نکل گئے تو اسید بن حضیر صحابی نے عرض کیا یا حضرت آپنے وادی کی راہ سے کیون نہ قصد کیا جو سہل تھا او عقبہ کی راہ سے تشریف لائے تو حضرت نے سارا قصہ بیان کیا تو اسید بن حضیر نے عرض کیا یا حضرت انکو ہر ہر قبیلہ اپنے اپنے مقام پر او تر چکا حکم دیجئے کہ اون لوگون کو چن چن کر قتل کرین جسنے یہ ارادہ کیا اور اگر آپ ہمکو اون کے نام بتائین تو قسم بخدا ابھی ہم سب کے سر کاٹ کر لاتے ہین تو حضرت نے فرمایا انی اکرھان یقول الناس ان محمداً قاتل

بقوم حتی اظہرہ اللہ تعالیٰ بہم اقبل علیہم یقتلہم فقال یا رسول اللہ ھولاء لیسوا باصحاب فقال رسول اللہ الیس یظہرون الشہادۃ صہ ۱۴۳

ہم اسکو بکر وہ جانتے ہین کہ لوگ کہین محمدؐ نے ایک قوم سے قتال کیا جب خدا نے اون کو فتح دی اور غلبہ حاصل ہوا تو اب اونکو قتل کرتے ہین ۔ اسید نے عرض کیا یا حضرت وہ لوگ صحابی نہین ہین تو حضرت نے فرمایا کیا وہ لوگ شہادتین نہین کہتے تھے ۔ جس طرح مرزائی فرقہ قادیان اسوجہ سے مسلمانون کے کفر کا قائل ہے کہ وہ مرزا صاحب کو بحیثیت نبی نہین مانتے اوہین کی تقلید مین مولوی عبد الشکور صاحب شیعون کے ایمان سے اسوجہ سے انکار کرتے ہین کہ شیعہ صحابہ کو یعنی خلفائے ثلثہ وغیرہ کو کاذب ۔ غادر ۔ خائن ۔ آثم جانتے ہین لہذا ہمارا سوال صرف اوہین سے ہے کہ بتلایئے خود آپکی کتابین آپکی صحاح ان خلفا کو اور اونکے ہمراہی صحابہ کو کیا بتا رہے ہین ۔ کیا یہ صحابہ نہین تھے جنھون نے حضرت کی ہلاکت کا قصد کیا ۔ کیا ایسے صحابہ پر ایمان لانیکی فرمایش ہمسے کرتے ہین حالانکہ ہم تو بجز لعنت کچھ نہین کہتے ۔

اب فرمایئے آپکا ایمان اوسی قرآن پر ہے جسکے جامع اور مہتمم ایسے صحابہ تھے جو درپے قتل رسول اللہ تھے تو پھر آپکا ایمان کہان رہا ۔

اور ہمارا ایمان تو اوس قرآن پر ہے جسمین کسی طرح کی سرکت بھی ان خلفا صحابہ نے نہ کی کیونکہ تمامی کتب اہلسنت کے دیکھنے سے ایک روایت بھی ایسی نہین ملتی کہ ابوبکر یا عمر یا عثمان نے ایک آیہ بھی اپنے ہاتھ سے لکھا ہو سوائے اسکے کہ جب تین چارسو حافظ قرآن مارے گئے تو مسلمانون کے غل مچانے پر زید بن ثابت اور عمر نے گواہی لے لیکر قرآن لکھوایا جسمین عمر صاحب نام تو اس غرض سے لیا گیا ہے کہ اصلی آیتین نہ آئے ہین اور اگر آئین بھی تو ڈر رہے کیونکہ عمر صاحب گواہی لے رہے ہین ۔ یا عثمان کا ایک واقعہ یہ لکھا ہے کہ لوگون نے پوچھا تابوت کیونکر لکھا جائے تابوت یا تابوۃ تو عثمان نے کہا جو لغت قریش ہو اوسطرح لکھا جاسے ۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جب قرآن مرتب ہو کر عثمان کے سامنے پیش ہوا تو عثمان نے کہا اسمین غلطیان رہ گئی ہین جسکو عرب اپنی زبان سے درست کرلینگے ۔

اسکے سوا تو کوئی واقعہ ان خلفا کا قرآن کے متعلق نہین ملتا۔ ہان عمر صاحب کا بعہد رسول قرآن کو لکھوا کر لانا اور حضرت کا رنجیدہ ہونا اور ابوبکر صاحب کا عمر کو گالی دینا مگر روایات مین مذکور ہے پھر بتایئے عمر صاحب کو قرآن سے کسقدر تعلق تھا۔

ہان عثمان صاحب نے یہ محنت شاقہ اوٹھائی تھی کہ پورے توراۃ کا ترجمہ عبرانی زبان سے عربی مین کیا تھا مگر یہ نہ ہوسکا کہ ایک سورہ بھی قرآن کا لکھتے جیسا کہ آیندہ تفصیل سے ظاہر ہوگا۔

غرض آپ ان صحابہ کے حالات کو دیکھئے اور سمجھئے کہ دنیا مین کوئی ایسا بھی ہے جو ایسے صحابہ پر ایمان لائے اور اونکو مقتدا مانے جو محض بطمع دنیا اسلام لائے تھے ورنہ انکی نیت تو یہی تھی کہ جس طرح ہوسکے خلافت حاصل ہو جسکے لئے وہ ظاہری اسلام لائے اور جب دیکھا کہ حضرت تو ہر طرح جناب امیرؑ کو اپنا خلیفہ کر رہے ہین اور بتا رہے ہین کہ دین و ایمان کی درستی اسی پر ہے کہ حضرت علیؑ کو اپنا ہادی و راہبر مانو الحق مع علی و علی مع الحق۔ القرآن مع علیٍ و علی مع القرآن ۔ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی ۔ تو یہ ترکیب نکالی کہ حضرت کو اونٹ سے گرادو کہ قصہ ہی طے ہوجائے۔

اگر اس واقعہ غزوہ تبوک پر ایک سرسری نظر بھی ڈالئے تو معلوم ہو اسلام وہی ہے جو مذہب شیعہ ہے ورنہ سنی مذہب تو وہی ہے جو اوس زمانہ کے منافقون کا تھا کیونکہ سیرہ حلبیہ مین ہے

(۱) اس غزوہ کا نام فاضحہ ہے کیونکہ اکثر منافقین اس غزوہ مین فضیحت ہوئے۔

(۲) حضرت کا معمول تھا جس غزوہ مین جانا ہوتا اوسکو بطور توریہ فرماتے مگر اس غزوہ مین صاف صاف کہدیا تبوک جانا ہے کیونکہ یہ بہت دور تھا (کیا اس سے تقیہ انبیا نہین ثابت ہوا کہ ہمیشہ آپ تقیہ کرتے تھے۔

(۳) اس غزوہ مین حضرت نے مالدارونکو بالخصوص ساتھ لیا جسکے لئے بہت تاکید فرمائی کیونکہ یہ حضرت کا آخری غزوہ تھا (لہذا چاہا کہ اونکی مالداری کا کچھ کفارہ ہوجائے۔ عثمان۔ ابوبکر۔ عمر۔ عبدالرحمن بن عوف۔ طلحہ زبیر سب ساتھ تھے۔

(۴) اس جنگ مین سات صحابی فقراء صحابہ کو حضرت نے یہ کہکر واپس کردیا کہ ہمارے پاس سواری نہین ہے خود بخاری مین ہے کہ ابوموسیٰ اشعری نے آکر حضرت سے سواری مانگا

تو آپنے انکار کر دیا اور وہ واپس گئے تھوڑی دیر کے بعد منادی نے آواز دی کہ ابوموسیٰ کہان ہیں حاضر خدمت ہو جب آئے تو حضرت نے فرمایا لو یہ چھ اونٹ ہین اسپر لوگونکو سوار کرو۔
تو منافقین کہنے لگے پہلے تو حضرت نے قسم کھایا تھا کہ اونٹ نہین ہیں اب یہ اونٹ کہان سے آگئے ہرگز اس سفر مین برکت نہ ہوگی ص ۱۳۱
یہ خبر حضرت کو پہونچی کہ اسپر گفت وشنید ہو رہی ہے تو حضرت نے اون لوگون کو سمجھایا مگر تھے منافق کب ماننے لگے۔ اب نہ معلوم مرزائی جماعت اس روایت کو بھی کذبات مرزا صاحب مین شامل کیا ہے یا نہین کہ نبی جھوٹی قسم کھا سکتا ہے کیونکہ فرقہ حقہ شیعہ ان لغویات سے پاک ہے ہرگز وہ اس کا قائل نہین کہ نبی کذب کا استعمال کرے یہ سب اہلسنت کو مبارک ہو اور نہ یہ کذب ہوسکتا ہے کہ ایک وقت انکار کرے اور پھر عمل مین لائے۔
(۵) حضرت نے جو جناب امیرؑ کو خلیفہ کیا تو منافقین نے کہنا شروع کیا کہ چونکہ آنحضرت آپسے ناراض ہین اسلئے چھوڑے جاتے ہین حضرت نے فرمایا وہ جھوٹے ہین ہم اون حالات سے تمکو خلیفہ کرتے ہین جو پیچھے ہین اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی اور یہ بھی فرمایا کہ یہ وہی کفار و منافقین ہین جو ہمکو ساحر کاہن کہتے تھے پھر اسکی تمکو کیا فکر ہے جاؤ مدینہ کی خبر لو فان المدینۃ لا تصلح الا بی او بک کیا اسکے بعد بھی منافقین کے وجود و شرکت مین شبہہ ہوسکتا ہے۔
(۶) اس جنگ مین حضرت کی دعا سے پانی برسا تو منافقین نے کہا یہ فلان ستارہ کی تاثیر ہے۔
(۷) اس واقعہ مین حضرت کا ناقہ گم ہوگیا تو منافقین کہنے لگے حضرت آسمان و زمین کی خبر تو بتاتے ہین مگر یہ نہین جانتے کہ آپکا ناقہ کہان ہے جسپر حضرت نے خطبہ دیا کہ ایسا ایسا کہا جاتا ہے حالانکہ ہمارا ناقہ فلان وادی مین اسوجہ سے رک گیا ہے کہ اوسکی مہار ایک درخت مین پھنس گئی ہے جاکر جلد لاؤ۔
(۹) اسی غزوہ مین حضرت ابوذر بوجہ کمزوری ناقہ پیچھے رہ گئے تھے جسپر پھر منافقین نے طعنہ دینا شروع کیا اور حضرت ابوذر اپنا اسباب وغیرہ سر پر رکھکر پیادہ حاضر خدمت ہوئے جسپر حضرت نے فرمایا خدا رحم کرے ابوذر پر تنہا آرہے ہین اور تنہا مرینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ عثمان نے انکو جلا وطن کیا جہان غربت کی حالت مین وفات پائی اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے دفن کیا جو نہایت غم انگیز واقعہ ہے۔
(۱۰) اس واقعہ مین یارون نے یہ بھی بنایا کہ حضرت نے عبدالرحمن کے پیچھے نماز صبح پڑھی حالانکہ خود ہی یہ روایت کرتے ہین عن ابن عباس لم یصل النبی خلف احد من امتہ الا خلف ابی بکر
ای فی مرضہ ص ۱۳۶
یعنی ابن عباس کہتے ہین کہ حضرت نے اپنی امت سے کسی کے پیچھے نماز نہین پڑھی مگر ابوبکر کے پیچھے مانہ مرض مین جس سے عبدالرحمن بن عوف کی امامت تو غائب ہوئی۔
وہ بھی امامت ابوبکر تو وہ بھی رخصت ہوئی کہ لکھتے ہین لم یصل خلف الصدیق فی ھذہ الغزوۃ

کہ اس واقعہ مین حضرت نے ابوبکر کے پیچھے نماز نہین پڑھی پھر لعنت اللہ علی الکاذبین کے سوا کیا کہا جائے

(۱۰) جب حضرت چشمہ تبوک کے قریب پہونچے تو فرمایا ہم دن چڑھے وہان پہونچینگے ہمارے آنیکے پہلے کوئی پانی اوسمین سے نہ پیئے۔ مگر چار منافق بلانے پہلے سے جاکر پانی کو استعمال کیا جسپر حضرت نے اون کو گالی بھی دی فیہما رسول اللہ پھر حضرت نے اوس پانی سے منہ ہاتھ دہویا جسکے برکت سے پانی بہت بڑھ گیا۔

ہماری غرض ان واقعات کے لکھنے سے یہ ہے کہ اہلسنت کو معلوم ہو صحابہ مین منافقین کی اسقدر کثرت تھی کہ خالص مومنین کی تعداد بہت کم تھی ہر ہر بات مین وہ نفاق دکھاتے اور حضرت اس مصلحت سے اور دیگر مصالح سے انکا اظہار نہ فرماتے یہانتک کہ اوسی سیرۃ حلبیہ مین ہے قال النبی انی مسر الیک سرا فلا تذکرنہ انی نہیت ان اصلی علی فلان وفلان وعد جماعۃ من المنافقین صـ ۱۲۲

یعنی حضرت حذیفہ سے کہا دیکھو ہم تم سے ایک راز کی بات کہتے ہین کسی سے اسکا تذکرہ نہ کرنا کہ ہمکو نہی کی گئی ہے ایسے سے کہ فلان فلان شخص پر نماز پڑہین اوسکے بعد اون لوگون کا نام لیا۔

ابتو اہلسنت کو دعوی شیعہ کی تصدیق ہو گئی ہو گی کہ ان صحابہ مین منافقین بکثرت تھے۔ تو کیا آپ منافقون کی روایت کو دوبارہ قرآن مجید قبول کرینگے حالانکہ خدا فرماتا ہے واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون

دوسرے یہ کہ خود رسول اللہ ایسا تقیہ کرتے تھے کہ منافقین کا نام بجز حضرت حذیفہ کے کسی کو نہ بتایا تو اگر شیعونکے اماموں نے تقیہ کیا ہے یا تقیہ کی تعلیم دی ہے تو کیا آپ اعتراض کرکے مسلمان رہ سکتے ہین

تیسرے یہ کہ منافقین جو حضرت کے احکام کی مخالفت کرتے اور آپکے قتل کے درپے تھے یہی خلفائے ثلثہ وغیرہ تھے کیونکہ حضرت عمار اور حذیفہ کو اس خدمت کے ساتھ مخصوص کرنا کہ ناقہ کے ساتھ رہین بتا رہا ہے حضرت کو ان صحابہ پر مطلق اعتماد نہ تھا۔ پھر حضرت عمر کا بار بار حذیفہ سے پوچھنا اور بقسم کہنا یا حذیفہ باللہ انا من المنافقین بتا رہا ہے کہ وہی حضرات تھے کیونکہ اگر مومن ہوتے تو حذیفہ سے یہ نہ پوچھتے کہ ہمارا نام بھی اون منافقین مین ہے کہ نہین کیونکہ اصول رازداری کے بالکل خلاف ہے کہ کوئی شخص اوس سے دریافت کرے اور چاہے کہ راز فاش ہو جائے۔

اب مولوی عبد الشکور صاحب کو اختیار ہے کہ وہ اپنے صحابہ کو منافق کہکر دیکھین اونکو ایمان بالقرآن حاصل ہو سکتا ہے یا نہین۔ کیونکہ غزوہ تبوک نے تو کل منافقین کا حال کھول دیا ہے اور غیر قرآن کی ایک آیت پر بھی کسی منافق کا بار احسان قبول نہین کرسکتے وہ تو اس قرآن پر اوس وقت سے ایمان لائے ہین جبکہ ابوبکر عمر عثمان کو اسلام سے کسی قسم کا تعلق ہی نہ تھا۔ ابوجہل و ابولہب کے ساتھی تھے جیسا کہ جواب وجہ دوم مین بالتفصیل مذکور ہوگا۔ انشاء